

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ياشيخ عبد القادر جيلانى شیائے الله



رسالہ
سہ ماہی

اللّٰهُ صَلَّى عَلٰى مُحَمَّدٍ الْأَكْرَمِ وَعَلٰى أَهْلِ الصَّلَوةِ وَسَلَّمَ

الجامعة المکیہ کا علمی و روحانی ترجمان سہ ماہی رسالہ

المعارف

پمار ا مقصد
خالق کی عبادت
مخلوق کی خدمت



نومبر

2022

خانقاہ راہ سلوک، قادری نگر، چاندپور، سراہ آباد، یوپی۔

فہرست مضمون

امام عشق و محبت شاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ رحمہ	محمد باری تعالیٰ	1
مرشدِ برحق حضرت علامہ صوفی شاہ محمد ظہیر عالم قادری (بانی تحریک راہ سلوک)	كلمات تبریک	2
مولانا محمد مسعود الحسن قادری صابری (ناظم تعلیمات جامعہ کیمیہ)	كلمات تحسین	3
ساکل محمد نوشا د عالم قادری سعدی (مدیر)	سہ ماہی ڈیجیٹل رسالہ المعارف کے مقاصد (اداریہ)	4
ابوالوفا ہندی	تحریک راہ سلوک منزل مقصود کی طرف گامزد	5
محمد شاداب رضا قادری	کوشش کرنے والوں کی کبھی ہار نہیں ہوتی	6
احمد رضا قادری امجدی (نائب مدیر)	نصاب کی تجدید کاری اور آج کے تقاضے	7
نور مجسم	شیخ عبد القادر جیلانی کی ریاضت و مجاہدات	8
محمد فرمان رضا قادری	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سوانحی خاکہ	9
محمد امن قادری	سفر نار اور ابلیس لعین	10
محمد فہد کمال پاشا	اعظرنیٹ	11
غلام یسین قادری	شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ کا علمی مقام	12
محمد حسان قادری	مختصر سیرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم	13
محمد ساجد قادری	جدید شیکنا لو جی کے ثابت اور منفی اثرات	14

حمد باری تعالیٰ

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا

ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستا بتایا

تجھے حمد ہے خدا یا

تمہیں حاکم برایا تمہیں قاسم عطا یا

تمہیں دافع بلا یا تمہیں شافع خطایا

کوئی تم ساکون آیا

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے

سبھی میں نے چھان ڈالے ترے پایہ کانہ پایا

تجھے یک نے یک بنایا

ارے اے خدا کے بندو! کوئی میرے دل کو ڈھونڈو

مرے پاس تھا بھی تو ابھی کیا ہوا خدا یا

نہ کوئی گیانہ آیا

ہمیں اے رضا ترے دل کا پتا چلا بہ مشکل

درِ روضہ کے مقابل وہ ہمیں نظر تو آیا

یہ نہ پوچھ کیسا پایا

کلماتِ تبریک

کعبۃ العارفین قبلۃ السالکین پیر و مرشد حضرت علامہ صوفی شاہ محمد ظہیر عالم قادری چشتی برکاتی (المعروف خواجہ ظہیر الاولیاء، بانی تحریک راہ سلوک قادری نگر چاند پور مراد آباد)

آج دین اسلام جس پر خطر دوسرے گزر رہا ہے شاید ہی کسی پر مخفی ہو، تاہم اسکی تعلیمات وہ ایات آج بھی پوری انسانیت کیلئے مشعل راہ ہے اسی کے دامن میں انسانی قدر و منزالت کا تحفظ اور اسکی بقا مضر ہے، دین اسلام کی آبیاری کیلئے صوفیاء کرام نے جس حکمت عملی سے تبلیغ فرمائی ہے وہ کسی غیر صوفیاء سے ممکن نہیں،

تحریک راہ سلوک بھی اسی کڑی کا ایک حصہ ہے جو صوفیاء کرام کے مشرب کو اپناتے ہوئے خدمت دین متین میں شب و روز سرگردان ہے،

چنانچہ اسی تحریک کے گلشن علم کا ایک مہکتا پھول سہ ماہی رسالہ "العارف" بھی ہے جو اپنے پورے آب و تاب کے ساتھ اپنی خوشبو بکھیر نے کیلئے حاضر خدمت ہے، پڑھیں اور مستفید ہوتے رہیں

مولیٰ کریم سے دعا ہے کہ اسکے تمام کارکنان اور قارئین و ناظرین کو اپنی معرفت کے نور سے نوازے اور انہیں فلاح دارین سے ہمکنار فرمائے آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

فقیر محمد ظہیر عالم قادری چشتی برکاتی

کلماتِ تحسین

عمدة اسالکین محبوب خواجہ ظہیر الاولیاء حضرت مولانا محمد مسعود الحسن قادری کمی صابری حفظہ اللہ ورعاه
(نظم تعلیمات جامعہ مکیہ قادری نگر چاند پور مراد آباد)

کفر و ظلمت کے اس عجائب گھر میں اللہ والوں نے اپنے نورِ ولایت سے خلقِ خدا کو راہ ہدایت میں لانے کے لیے علمی و روحانی طور پر ہر ممکن کوشش فرمائی، یہاں تک کہ مشائخ نے دین حق کی سر بلندی کے لئے جس طرح درس و تدریس کے ذریعے خدمات انجام دیں ایسے ہی تصنیف و تالیف کے ذریعے بھی دین متین کو سیراب کیا، چنانچہ خدمتِ دین کے اسی سلسلہ نور کی ایک کڑی سہ ماہی رسالہ المعارف کے نام سے موسم ہے جس میں مختلف رنگ کے علمی و روحانی مہکتے پھول ہیں آپ مطالعہ فرمائیں اور مشام جاں کو معطر کریں۔

مولیٰ اکرمیم رسالہ ہذا کے تمام کارکنان و قارئین کو علم نافع عطا فرمائے آمین بجاه مرشدی الکریم
فقیر محمد مسعود الحسن کمی قادری صابری

رسالہ "المعارف" کے مقاصد

انسان عروج و ارتقا کی کسی بھی حد تک پہنچ جائے اگر وہ اپنے خالق و مالک کی بارگاہ تک رسائی حاصل نہ کر سکتا تو وہ مشت خاک تو ہو سکتا ہے لیکن صاحب افلاک نہیں ہو سکتا، اور محظوظ حقیقت تک رسائی تجویز ممکن ہے جب بندہ اس کی طلب و جستجو میں لگا رہے، چنانچہ رب تعالیٰ فرماتا ہے "اور جو ہماری طلب میں کوشش اور مجاہدہ کرے گا ہم اسے ضرور اپنی طرف را دیں گے"

چنانچہ من جدوجہد (جس نے کوشش کی اس نے پالیا) کا سہراہ کس و ناکس کے سر پر نہیں باندھا جاتا بلکہ جو اس لاائق ہوتا ہے اس پر پہلے بہت سی مصیبت و آزمائش آتی ہے پھر اس کے بعد اسے کامیابی کی دہلیز تک پہنچا دیا جاتا ہے لیکن چونکہ علم دین انسان کو اس کی حقیقتی منزل کا پہنچ دیتا ہے اور وصالِ محظوظ کی نعمتوں سے مالا مال کرتا ہے اس لئے حدیث شریف میں آتا ہے کہ "علم دین حاصل کرنا ہر مسلمان مردو عورت پر فرض ہے" لہذا اپنے طلبہ کے اندر علمی و ادبی ذوق و شوق پیدا کرنے کے لئے سہ ماہی رسالہ نام المعرف منظر عام پر لایا جا رہا ہے جس کے بنیادی اغراض و مقاصد مندرجہ ذیل ہیں۔

1- طلبہ کی علمی و ادبی فہم و فراست میں اضافہ کرنا

2- انہیں دورِ جدید کے تقاضوں سے ہم آپنگ کرنا

3- ملک و ملت کے لئے عظیم قائد و ہنماکی شکل میں انہیں تیار کرنا

4- ان کی مخفی صلاحیت و استعداد کو اجاگر کرنا

5- عصری علوم کے ساتھ ساتھ دینی معارف و حفاظت سے آشنا کرنا

6- حالات حاضرہ کے پیش آمدہ مسائل کا سامنا کرنے کی قابلیت فراہم کرنا

7- طلبہ کی تحریری صلاحیتوں کو تکمیرنا

8- ان کو معاشرتی و ثقافتی ماحولیات سے وابستہ کرنا

9- ان کے اندر ملکی و غیر ملکی حالات کو سمجھنے کی قدرت پیدا کرنا

10- انہیں مشائخ و اسلاف کی راہ و روش اور ان کے طرز سلوک کو زندہ کرنے کا شعور عطا کرنا

علاوہ ازیں مضمون نگاری کے خواہشمند حضرات بھی اپنے مقالات کو اس رسالہ میں شامل کرنے کے لئے مندرجہ ذیل ای میل آئی ڈی اور وائلپ نمبر پر ارسال کر سکتے ہیں۔

از قلم۔ مولانا سالک محمد نوشاد عالم قادری (ابوالوفا ہندی)

موباکل نمبر۔ 9199258679

موباکل نمبر۔ 8125981590

Email Id. makkiajamia@gmail.com

Website. <http://jamiamakkia.com/>

تحریکِ راہ سلوک۔ منزل مقصود کی طرف گامز

قرآن و حدیث اور دین و سنت کی تشریف آوری کا مقصد کیا ہے؟ ایک مومن کو یہ سوال بار بار اپنے ذہن میں دھرا چاہیے، مختلف علوم و فنون کا خیر، ارباب علم و دانش کی یہ درس گاہیں، تعلیم و تعلم کے مراحل یہ سب اپنے مقاصد کے تابع ضرور ہیں لیکن وہ مقاصد کیا ہیں؟ کیا یہی کہ زندگی خوشحال ہو جائے، اچھی جاہ، سروس، اور نوکری مل جائے اور کیا اس فانی دنیا میں اپنے نام و نمود اور سنتی شہرت کے لیے حصول روزگار میں لگے رہیں؟ جبکہ یہ چیزیں صرف ضرورت ہیں مقصد نہیں کیونکہ تعلیم کا مقصد اگر مقصد تحقیق سے وابستہ ہوں تو ساری تعلیمات فضول ہیں۔

مقصد پر ایک نظر

[مقصد تحقیق کے حوالے سے رب تعالیٰ نے فرمایا (وَنَخَلَقْتُ لِجْنَ وَالْأَنْشَاءِ إِلَّا لِيَتَبَدَّلُوا عَلَيْكُمْ لِيَتَنَاهُوْ يُؤْكِلُوكُمْ) [الذاريات: 56]

ترجمہ:- اور میں نے جن اور انسان اسی لئے پیدا کیے کہ میری عبادت کریں

باری تعالیٰ کے اس فرمان سے تحقیق انسانی کا مقصد توصاف ظاہر ہے لیکن عبادت و معرفت کی راہیں اور اس کے طور طریقے کوں بتائے چنانچہ اس سلسلے میں ارشاد بربانی ہے (يَتَوَلَّ عَلَيْكُمْ لِيَتَنَاهُوْ يُؤْكِلُوكُمْ) [اقرہار: 151]

ترجمہ کنز ایمان:- وہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے،

یعنی یہ نبی اپنی امت کو آیاتِ الٰہی اور احکام شرعی کی تعلیم فرماتے ہیں اور انہیں ظاہری و باطنی طور پر پاک فرماتے ہیں، اس مقام پر رئیس المفسرین حضرت مفتی احمدیار خان نصیحی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ پاک فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے پاس پانچ چیزیں ہیں جسم، دل، دماغ، روح اور نفس اماہ جن میں سے پہلی چار چیزیں عارضی طور پر ناپاک ہو جاتی ہیں مگر نفس اماہ نجس العین ہے، عارضی ناپاک چیزیں پانی، منٹی ہواؤ غیرہ سے پاک ہو جاتی ہیں جس کی تفصیل مسائل فقہ میں موجود ہے مگر نجس العین ان میں سے کسی چیز سے پاک نہیں ہوتا جیسے کہ، خنزیر اور گور کو جتنا بھی دھویا جائے نجاست اور گندگی مزید بڑھتی رہے گی لہذا اس کو پاک کرنے کی صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ ہے کہ اسکی حقیقت دمہیت بدل دی جائے مثلاً نمک کے ڈھیر میں کتایا گدھا کر مر جائے اور نمک بن جائے تو یہ بھی پاک ہو جاتے ہیں اور جیسے گور جب راکھ بن جائے تو پاک ہی نہیں بلکہ اس را کھسے برتن بھی پاک و صاف ہو جاتا ہے اب قول باری تعالیٰ (وَيُؤْكِلُوكُمْ) کا مطلب یہ ہے کہ میرے حبیب عَلَيْکُمْ تمہارے جسموں کو شریعت کے پانی سے، تمہارے دلوں کو طریقت کے پانی سے، تمہارے دماغ و خیالات کو حقیقت کے پانی سے، اور تمہاری روحوں کو معرفت کے پانی سے پاک فرماتے ہیں مگر یہ نفس اماہ جو نجس العین ہے ان چیزوں سے پاک نہیں ہو تاہذہ اسے خوفِ الٰہی کی آگ میں جلا کر اور عشقِ مصطفیٰ کی بھی میں ڈال کر اس کی حقیقت بدل دیتے ہیں

اور وہ نفسِ مطمئنہ بن جاتا ہے، یہ نفس فنا ہو جانے کے بعد بندے اور خدا کے درمیان دوئی مٹ جاتی ہے اور ہم اور میں کے جھگڑے ختم ہو جاتے ہیں بس تو ہی تو رہ جاتا ہے

اشعار

پوچھا کہ تیر انام کیا میں نے کہا شید اترا

پوچھا کہ تیر اکام کیا میں نے کہا سودا تیرا

پوچھا کہاں رہتا ہے تو میں بولا کوئے یار میں

پوچھا تیر اکیا ہے پتا میں نے کہا ستہ تیرا

اور راہ سلوک محبوب کا ہی راستہ ہے جس میں سالکین کو ان کے حسب حال درج بدرجہ راستہ طے کرایا جاتا ہے اور ظاہر و باطن کی حقیقت بدل کر انہیں منزل مقصود تک پہنچا دیا جاتا ہے،

دور جدید میں خانقاہیت اور سلوک و تصوف

انحرافیت اور سو شل میڈیا کے اس پر فتنہ دور میں بھی کیا سلوک و تصوف کا کوئی تصور ہے کیا خانقاہیت کی بنیادیں آج بھی باقی ہیں اس قسم کی باتوں کو آج کا ماذر ان طبق و قیافوں کی خیال تصور کرتا ہے جب کہ یہ ان کی جہالت اور حماقت ہے کیونکہ جب انسان کا وجہ آج بھی باقی ہے، حرکت و عمل بھی باقی ہیں کھانا پینا سونا جانا بھی آج تک باقی ہیں تو یقیناً انسان کے اندر کی خصوصیات و کمالات بھی ضرور باقی ہیں ہاں طریقہ اور پیمانے ضرور بدل گئے بہن انسان کے اندر کا جو ہر اور اس کی خوبیوں کو نکھارنے والا کوئی ہونا چاہیے، آدم برس مطلب۔۔۔ بلاشبہ تحریکِ راہ سلوک آج کے نئے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے طالبین و سالکین کو کس طرح تربیت دیتی ہے کیسے نکھارتی ہے اسکے عینی شاہد وہ سینکڑوں علماء سالکین ہیں جن کے قوب و باطن پہلے زنگ آلو تھے اور آج روشن و منور ہو چکے ہیں، اس سے یہ بات خوب واضح ہو جاتی ہے کہ اس دور جدید میں بھی ایسے مخصوص بندگان خدا ہیں جو خلق خدا کو آج بھی ایک نظر

میں محبت الہی کا جام پلا کر مست و بے خود بنائے ہیں یہ باطنی تعلیمات کتاب و سنت اور صحابہ کرام و اولیاء عظام کی سیرت و سوانح کے اندر آج بھی موجود ہیں لیکن افسوس کہ مدارس و جامعات ان حقیقی علوم یعنی سلوک و تصوف سے اور ذکر و اذکار کی گرمائی سے بکسر خالی ہیں ایسے میں ظاہر ہے کہ آج کے فارغین کے کیا حالات ہوں گے، اعداد اور تافضیل و اقتداء تمام طلبہ علم شریعت حاصل کرتے کرتے علم باطن (سلوک و تصوف) کے حصول کو بالائے طاق رکھے چکے ہوتے ہیں ایسے میں آج کے نئے فارغین جو حُسنِ اخلاق اور تربیت و تغفیر جیسے روحاںی جو اہر سے بکسر خالی ہیں وہ قوم کی کیا تقدیر بدیکیے، کیا نئی تاریخ قرآن مجید کیے اور کوشا انتقال براپا کریں گے اور دشمن مستقبل کا خواب بھلا کون شر مندہ تعمیر کرے گا کیونکہ

ع- گلاؤ گھونٹ دیا مل مدرسہ نے تیرا

تحریک راہ سلوک کی داغ بیل

لہذا مدارس و جامعات کی زبول حالی اور نئے فارغین کے اندر موجود روحاںی خلاء کو دیکھتے ہوئے تحریک راہ سلوک کا قیام عمل میں آیا جس کے باñی قدوۃ العارفین قبلہ الکبیر حضرت علامہ صوفی شاہ محمد ظمیر عالم قادری چشتی برکاتی حظوظ اللہ کی ذات اقدس ہے،

یوں تو آپ کی طبیعت و در طالب علمی سے ہی تربیت و تغفیر، ذکر و اذکار اور مرآبہ و مکاششہ کو فروع دینے کی طرف مائل تھی لیکن فارغ التحصیل ہونے کے بعد مستقل طور پر آپ نے سلوک و تصوف کی طرف توجہ فرمائی اور حفاظت و معارف اور اسرار و موز کے بخوبی پیدا کیا تھا۔ رفتہ رفتہ تشنہ یوں کی آمد و رفت شروع ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے طالبان حق کا جم غیر ان کے در دوست پر سائل بتا چلا گیا،

پھر آپ منظم طریقے سے سلوک و تصوف اور اصل خانقاہیت کو فروع دینے میں سر اپا منہک ہو گئے جس کے نتیجے میں بفضلِ الہی تحریک راہ سلوک کا قیام بھی جلد ہی عمل میں آگیا جس کے تحت اب مختلف شعبہ جات ہیں بلاشبہ آپ شریعت و طریقت کے ایسے عالم ہیں کہ جہاں بلا مبالغ علماء فضلاء جمیں سائی کرتے نظر آتے ہیں اور راہ سلوک میں قدم رکھنے کے لئے بیتاب و بے قرار پھرتے ہیں تاکہ عشقِ الہی کی دولت لا زوال سے مالا مال ہو کر زندہ و جاوید ہو سکیں،

لیکن چونکہ علم شریعت کے بغیر سلوک و طریقت کا تصور بے بنیاد ہے چنانچہ آپ نے ملت کی نیض پر باتھر کھا اور قوم و ملت کو فلاح و کامر انی تک پہنچانے اور دین و شریعت کو آگے بڑھانے کے لئے طلبہ و طالبات کے لیے دو مستقل ادارے بنام جامعہ مکیہ خزانہ العرفان و جامعہ السالکات کی بنیاد رکھی اس طرح آپ نے نہایت قلیل مدت میں تعلیم و تعلم کا ایک سنہرہ ابابر قم فرمادیا جہاں طلبہ و طالبات کو درسِ ظہاری کی تعلیم دینے کے علاوہ عصری علوم جیسے کمپیوٹر سائنس و مکانیکی، ہندی اور انگلش کی تعلیم بھی دی جاتی ہے علاوہ ازیں سلوک و تصوف کا بھی مستقل درس دیا جاتا ہے جس میں کثرت ذکر و اذکار کی خاص تر غیب دی جاتی ہے کیونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے

"اذْكُرُوا اللَّهَ كَرَأَيْشِرَا" (اللہ کا خوب ذکر کرتے رہو)

اور ذکر کی وجہ بھی ارشاد فرمائی "الَّذِينَ كَرَأَيْشِرَا لِلَّهِ يَعْلَمُ بِمَا يَعْلَمُ" (سورہ ۲۸) ترجمہ:- (سنوار اللہ کی یاد سے ہی دلوں کو چین ملتا ہے)

جبیسا کہ ابتدائی سطور میں یہ بات گزر بچی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے امت کو کتاب اللہ کی تعلیم فرمانے کے ساتھ ساتھ تربیت و تغفیر اور حکمت و دانائی کا بھی سبق پڑھایا تھا چنانچہ اسی تناظر میں حضور خواجہ ظمیر اولیاء دام ظلم نے آقائے کریم ﷺ کی اس بیماری سنت کو اپناتے ہوئے اپنے ادارے میں تعلیم و تعلم کے ساتھ تربیت و تغفیر اور حکمت و دانائی کو منتقل کرنے پر - بھی خصوصی زور دیا اور عوام و خواص کی تربیت کرنے کے لئے نیز طالبوں کو جام و حدت پلا کر سرشار کرنے کے لئے خانقاہ راہ سلوک کی مستقل بنیاد رکھی

شعر،

پڑھ لیے میں نے علوم شرق و غرب

روح میں باقی ہے اب تک درد و کرب

. اور اب خانقاہ کے زیر انتظام سلوک و تصوف اور روحاںی تربیت کے علاوہ اور بھی مختلف شعبہ جات ہیں جس میں سرفہرست شعبہ تعلیم و تدریس اور ایف تیوفار میں ہے

جامعہ کیمی میں کرائے جانے والے کو رسیز کچھ اس طرح ہیں

آفلائن کورسیز

فضیلیات، عالمیت، مولویت، حفظ القرآن، بائی اسکول انگلش میڈیم، عربی ڈپلومہ، کلڈس پر انجمنی اسکول، کمپیوٹر ڈپلومہ، کیلیگر افی

آفلائن کورسیز

مولوی کورس کا ٹکنیک اور پروفیشنل طلبہ کے لیے،

تربیت سالکین کورس،

عربی ڈپلمہ،

عربی انگلش بولچال

قرآن ناظرہ،

امامت کورس،

ملبغ کورس،

محمد اللہ تحریک راہ سلوک اپنے دامن میں ان تمام شعبہ جات کو بخوبی اپنی منزل کی طرف لے جانے میں شب و روز کوشش ہے جس سے طالبین و سالکین خوب خوب مستفید ہو رہے ہیں،

مولیٰ کریم ہمارے مرشد حضور خواجہ ظہیر الاولیا کی تمام تر مسامیٰ جیلہ کو باہم عروج تک پہنچائے اور آپ کا سایہ ہم سب پر تادیر قائم و دائم رکھئے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

از قلم:- ابوالوفا ہندی

خادم التدریس جامعہ کلیہ خزانہ الرفقان، قادری گلگر چاند پور مراد آباد۔

کوشش کرنے والوں کی کبھی ہار نہیں ہوتی

کوشش کرنے والوں کی کبھی ہار نہیں ہوتی جو کوشش کرتا ہے اسے کامیابی ضرور ملتی ہے جو کوشش کرتا ہے اللہ عز وجل اسے کامیابی سے ضرور ہمکندا کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے

(وَإِن لَّيْسَ لِلْأَنْسَانِ إِلَّا مُسْعِيٌ) آیت 63 سورہ بحیرہ کنز الایمان) اور یہ کہ آدمی نہ پائے گا مگر اپنی کوشش، اور حدیث شریف میں بھی آتا ہے (من جد فوجد) یعنی جس نے کوشش کی اس نے پالیا

اور اگر انسان کوشش نہ کرے اور کامیابی کی امید کرے تو یہ محض پاگل پن کے علاوہ کچھ بھی نہیں کہ انسان اگر ہاتھ پاؤں باندھ کر بیٹھ جائے تو کامیابی پانے کی بات رہی دور وہ خود مختلف انواع کی مصیبتوں میں گرفتار ہو جاتا ہے

بغیر محنت و مشقت کے کچھ حاصل کر لینا ممکن ہے ایک دودھ پیتے بچے کو بھی بغیر محنت و مشقت کے ماں سے دودھ حاصل نہیں ہوتا، ہر طرح کی محنت سے کفارہ کش ہو کر کرامات اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا تو کل کے خلاف ہے اپنی بساط بھر ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے آج کل عرفِ عام میں یہ مقولہ بہت مشہور ہے

محنت میری رحمت تیری "یعنی محنت کرنا میر اکام رزق دینا تیر اکام"

اگر انسان کسی میم کے مال کو بھی غصب کرنا چاہے تو بغیر محنت کے نہیں کر سکتا، اگر انسان کچھ غلط بھی کرنا چاہے تو اس کے لئے بھی محنت و مشقت درکار ہوتی ہے اگر تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ دنیا میں جو سب سے پہلا قتل ہوا اس میں بھی کوشش شامل تھی جب حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے ہاتھی نے قاتل کو قتل کیا تو اسکو وہیں نہیں چھوڑ دیا بلکہ کوشش میں لگا رہا کہ اسکا کیا کیا جائے قاتل نے اپنے کاندھے پر ہاتھی کو انٹھا اور چل دیا تو اس نے ایک جگہ دو کوؤں کو دیکھا وہ آپس میں لڑے ایک نے دوسرے کو مار دیا اور کوئے نے اپنی چونچ سے زمین کو دی اور اسے اپنی چونچ سے زمین میں دفن کر دیا تو ہاتھی یہ دیکھ کر قاتل کو اسی طرح زیر میں دفن کر دیا اس طرح پہلی کوشش کرنے والے نے اپنے ہدف کو پالیا

اور جس جس نے بھی اس دنیا میں تسلسل کے ساتھ محنت کی ہے کامیابی اسکے قدم چومنی نظر آئی

جیسے کہ بھار کے رہنے والے ایک عام آدمی نے جس کو آج دنیا مونٹین مین کے نام سے جانتی ہے (دشتر ہما نجھی) نے 360 فٹ لمبا 30 فٹ چوڑھا 25 فٹ اونچا پہاڑ صرف ایک چھینی اور ایک ہتھوڑے کی مدد سے کھود کر راستہ نکال دیا

دیکھیے یہ بات بظاہرنا ممکن معلوم ہوتی ہے بھلا کوئی شخص ایک چھینی اور ایک ہتھوڑے کی مدد سے پہاڑ کو کیسے کھو دسکتا ہے مگر اس شخص نے محنت کی اور ہمت نہیں ہاری اور اس پہاڑ کو گرا ڈالا اور اسی طرح اب سے تقریباً 140 قبل 27 جنوری 1880 یعنی میں ایک مشہور سائنسدان (تھومس والا یڈیسن) نے ایک ایسی چیز ایجاد کی جس نے رات کو بھی دن کی طرح روشن کر دیا اس نے ایک ایسی چیز ایجاد کی جس میں اس نے 999 مرتبہ ناکام ہونے کے باوجود کوشش کا دامن نہ چھوڑا اور مسلسل اپنے کام لگا رہا آخر کار اس نے اس دنیا کو ایک بڑی ایجاد دی جسے دنیا بلب کے نام سے جانتی ہے۔

اب ہمیں اس سے سیکھ یہ لتی ہے کہ کوشش و محنت یہ دو ایسے اسلئے ہیں جنہیں انسان مضبوطی سے تھاے رہے تو نہیں۔ ممکن دکھنے والے افعال کو بھی ممکن بنا دیتا ہے

کسی بھی کام کو محنت و کوشش کے ساتھ کرنے سے متعلق (حافظہ مللت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں زمین کے اوپر کام اور زمین کے نیچے آرام) یعنی جب تک زندہ ہیں تو کوشش کرتے رہنا چاہیے اور نامید ہو کر آرام سے بیٹھنا نہیں چاہیے اسی کے متعلق علماء اقبال فرماتے ہیں

نہیں تیرا نیشن قصر سلطانی کے گنبد پر

. تو شاید ہے بسیر اکر پہاڑوں کی چڑاؤں میں

پرندے جن کے آشیانے بڑی اونچی اونچی گنبدوں پر ہو اکرتے ہیں بظاہر اگلی زندگی میں آرام ہوتا ہے اور کامیاب نظر آتے ہیں مگر پرندوں کا بادشاہ شاہزادین کو مانا جاتا ہے جو کبھی آشیانہ ہی نہیں بناتا اور اپنی پوری زندگی جدوجہد میں گزار دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ پرندوں کا بادشاہ ہے۔

عبدالکلام آزاد نے کہا اگر سورج کی طرح چمنا چاہتے ہو تو سورج کی طرح جانا بھی سکھو یعنی مصیتیں آئیں گی دقت و پریشانی کا سامنا ہو گا تمہارا وجود آرام چاہے گا لیکن آرام کو ترک کرنا ہو گا اور مشقوں کا ہمت و جرأت کے ساتھ سامنا کرنا ہو گا تمہارا وجود آرام چاہے گا لیکن آرام کو پانسا تھی بناو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور ملتِ اسلامیہ کو مایوسی سے بچنے اور کوشش کے ساتھ ڈٹرہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ انہی سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

مضمون نگار - محمد شاداب رضا قادری کی

نصاب کی تجدیدکاری اور آج کے تقاضے

ہم عصر حاضر کے تقاضوں سے مخرف ہو کر صرف مدارس اسلامیہ کی ساخت پر گفتگو نہیں کر سکتے، عہد حاضر میں اس بات کی ضرورت ہے کہ مدارس اسلامیہ میں نئے نئے شعبہ جات داخل کئے جائیں طبیب کو ہر طرح کے علوم و فنون سے متعارف کروایا جائے ان کے اندر غور و فکر کا مادہ پیدا کیا جائے فہم و فراست کو وسعت دی جائے، عصری علوم کو داخل نصاب کیا جائے تاکہ بعد فراغت طلبہ کو جو کمی محسوس ہوتی ہے اور خود کو سماج سے ہم آہنگ کرنے میں جو مدت لگ جاتی ہے اس کا سدابا بنا نگزیر ہے، اور اس پر مسترد یہ کہ معاشرہ ان کو ایک عجیب و غریب خلوق ثابت کرنے کے لئے ہمکن کوشش کرتی ہے، اور ان کو صرف مدرسہ مکتب مساجد میں ہی قید کر دینے پر آمادہ رہتی ہے، محض اس خیال سے کہ ان کو آتا بھی کیا ہے؟، ان کے اس خیال باطل کو ٹوٹنا ضروری ہے، اور اس سب کا حل ایک ہی ہے کہ ان طلبہ کو عصری علوم سے بھی آرائت کیا جائے تاکہ یہ بھی ہر جہت سے بے لوث سماجی خدمت کر سکیں۔ جب کہ یہ بات ہر کسی پر روز روشن کی طرح عیا ہے کہ مدارس اسلامیہ کا قیام طلبہ کو ملی خدمت گار بناتا ہے، اور اس کی بنیاد ہی خلوص و للہیت پر کھلی جاتی ہے تاکہ مذہب اسلام کی نعرو اشاعت کا حلقہ ہو سکے اور دیگر سماجی کام میں بھی معاون ہو سکے۔ ان اداروں سے صرف ہمارا مقصد معلم ہی بنا نہیں ہے بلکہ اصلاح مبلغین بنا نہیں ہے لیکن یہ سب مقاصد اب مفقود ہو کر رہ گئے ہیں اس کے پیچھے کئی وجہات ہیں۔ پہلی یہ کہ ہم اپنے مدارس کے نصاب میں ترمیم کرنے کو تیار نہیں، دوسری یہ کہ ہم خود کو عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے سے گریز کرتے نظر آتے ہیں، تیسرا یہ کہ جدید علوم جیسے سائنس، میتھ، فزکس، کامیشوری، بائی لوگی وغیرہ نصاب میں شامل نہیں کرتے۔

آج صرف مدارس اسلامیہ میں رسمی اور یک رخی تعلیم ہوتی ہے جن سے کوئی غاطر خواہ فائدہ ہوتا ہوا نظر نہیں آ رہا ہے۔ مدارس سے سند حاصل کرنے کے بعد کماحتہ وہ تدریس نہیں کر سکتے، ناقص علمی اور ناجربہ کاری کی وجہ سے مدارس اور مساجد کی تلاش میں سرگردان رہتے ہیں، دراصل دیکھا جائے تو ان نوفار غین کی بھی کوئی غلطی نہیں ہے، اس سب کا پورا ذمہ دار مدارس میں مروجہ غیر ترمیم شدہ نظام اور سسٹم ہے جن کے زیر اثر انہوں نے تعلیم و تربیت پائی ہے جہاں صرف یک رخی تعلیم ہی دی جاتی ہے۔

گھریلو معاشری کے اعتبار سے مدارس میں پڑھنے والے طلبہ تین طرح کے ہوتے ہیں، نہایت مادر طلبہ، او سط درجہ کے طلبہ، غریب اور کمزور طلبہ۔ پہلی قسم کے طلبہ بقدر ضرورت تعلیم حاصل کر کے کافی یونیورسٹیز کا رخ کر لیتے ہیں ان میں وہ طلبہ بھی آتے ہیں جو اپنی جماعت میں دیگر ساتھیوں سے ذہنی لیاقت میں کافی اچھے ہوئے ہیں وہ محض اس خیال سے کافی اور یونیورسٹیز کا رخ اختیار کر لیتے ہیں کہ ان کو کوئی مستقبل مدارس میں نظر نہیں آتا، ان کے اس رویہ کو اختیار کرنے میں مدارس کے وہ ناگفته بہ حالات بھی ذمہ دار ہیں جو مدارس کے منتظمین کی طرف سے رونما ہوتے رہتے ہیں۔ غور و فکر کا مقام ہے کہ ہم نے کتنا بڑا دن کا سرمایہ کھو دیا ہے، نہ تومدارس کے پاس کوئی منصوبہ ہے نہ ہی کوئی مستقبل کی کوئی سوچ و فکر، اور نہ ہی طرز تعلیم کا کوئی خاص مقصد جن سے امت مسلمہ کا تبلیغی کام پورا ہو سکے، اور طلبہ کی صحیح رہنمائی کر سکیں سوائے اس کے کہ ہر آنے والے سال میں مدارس میں نئے طلبہ کا داخلہ لینا اور دستار بندی کی رسم پوری کرنا، جب حالات ایسے ہوں تو طلبہ کے اندر روحانی طاقت اور قوم و ملت کی خدمت کا جذبہ قلب میں کیسے پیدا ہو گا؟۔ اب عوام الناس دینی تعلیم کو معاشریات سے جوڑ کر دیکھنے لگی ہے، جب کہ ایسے حالات بنانے اور ماحول کو سازگار کرنے میں مدارس کے فارغین کا ہی باتھ ہے۔ دوسرے اور تیسرا قسم کے طلبہ جن میں سے بعض واقعی قوم و ملت کا درد اپنے سینیوں میں سمیٹے اپنی بساط بھر خدمت کی غرض سے نکلتے ہیں تو زمانے کی بد نظمیاں اور مدارس و مکاتب اور مساجد کے منتظمین سے پریشان ہو کر در بحکمت پر مجبور ہو جاتے ہیں بلا خیال تو وہ کوئی دوسری نوکری کی تلاش میں نکل کھڑے ہوتے ہیں یا پھر تجارت وغیرہ کرنے کی سوچ و فکر میں لگ جاتے ہیں۔ آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ کیا کسی کے پاس اس کا جواب ہے؟ جب تک ہم تعلیم و تعلم کے میدان میں طلبہ کو مختلف علوم و فنون کے ساتھ ہنر مندی کے ذریعہ خود فہلیں بنائیں گے اس وقت تک نہ تو صحیح معنوں میں ہم دین کی تبلیغ کر سکتے ہیں اور نہ ہی عوام کی ذہن سازی کر سکتے ہیں۔ ورنہ طرح طرح کئے مسائل جنم لیتے رہیں گے اور عوام الناس کو علماء سے اور علماء کو عوام الناس سے ہمیشہ شکایت رہے گی، ابھی تک ہمارے مدارس و جامعات کے پاس اس مسئلے کا کوئی حل ہی نہیں ہے کہ نوفار غین حضرات کو ان کی الیت کی بنیاد پر کسی ادارے یا مساجد میں تقری کروائی جائے۔ لہذا کوئی ایسی تحریک یا تنظیم ہونی چاہئے جو نوفار غین حضرات کے لئے خلوص و للہیت کے ساتھ قوم و ملت کے لئے کام کرنا چاہے تو کر سکے۔ اور جب جدید نصاب کے پڑھ لکھ فارغین دونوں طرح کی تعلیم سے لیں ہو کر نکلیں تو سماج کے ہر فرد کی دلی خواہش بھی ہو کر میری بھی اولاد ایسے ہی قابلیت و الیت کے مالک ہوں۔ ہمارا ذمہ دار اسلام اس بات کی مکمل آزادی دیتا ہے کہ زمانہ کے لحاظ سے علوم و فنون کو سیکھا جائے اور اس کی تعلیم بھی دی جائے، انہی ضرورتوں کے پیش نظر مرکزی خانقاہ کے زیر انتظام جامعہ مکیہ خزان العرفان چاند پور مراد آباد میں بے نظر اور بے مثال ملی و دینی ادارہ قائم ہے جہاں دونوں تعلیم ایک ساتھ دی جاتی ہے، رام المعرف نے بارہا کسی موقع سے دیگر اسکولوں میں جا کر دیکھا ہے کہ اسکوں والے عصری علوم کے ساتھ ساتھ اپنی نظریات و افکار کے مطابق شعبہ اسلامیات کے تحت ملحد ان اور زندیقانہ کتابیں پڑھاتے ہیں، جن سے نئی نسل میں عصری تعلیم کے نام پر منقی تعلیم کا اثر بھی منتقل کیا جا رہا ہے، حالانکہ یہ کام ثبت رحمان کے ساتھ اہل مدرسہ کا تھا جو اسکول والوں نے اپنار کھا رہے، اور یہ بات ظاہر ہے کہ جب کوئی اسکول عصری اور دینی تعلیم ایک ساتھ فراہم کرتا ہے تو بالا ترقیت مذہب طلبہ اس میں داخلہ لیتے ہیں لیکن ہمارے پاس کاف افسوس ملنے کے سوچ کچھ نہیں ہے، اب مزید تاریخ نہ کی جائے بلکہ اس کا کوئی حل نکلا جائے۔ اس کا کوئی تدارک کیا جائے، اپنے دینی ادارے کو عصری تعلیم و تعلم سے جوڑا جائے طلبہ کو مختلف علوم و فنون کے ساتھ ساتھ بھی سکھایا جائے، اور دن بدن جوئے مسائل سماج میں جنم لے رہیں ہیں ان پر بھی روک تھام لگائی جائے، خاص کر مدارس کے نوفار غین حضرات کے مسائل پر خصوصی توجہ دی جائے اور ان کی بے اطمینانی کو چین و سکون میں بدلا جائے۔

رب تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں قوم و ملت کی خدمت خلوص نیت سے کرنے کا جذبہ عطا فرمائے۔

ناجی مدیر، احمد رضا قادری امجدی (قلمی نام، ابو ناقہ ہندی)

شیخ عبد القادر جیلانی کی ریاضت و مجاہدات

حضور غوث پاک تحصیل و تکمیل علوم کے بعد بالغی علوم کے بعد راه طریقت کی طرف متوجہ ہوئے آپ کے دل میں مجاہدہ اور ریاضت کی طرف بے حد رنجت پیدا ہوئی۔ اس سے قبل شیخ حماد بن مسلم دباس سے اکتساب فیض کرچکے تھے ان کی صحبت میں رہ کرندہ صرف طریقت کے رموز و اسرار سے آگاہ ہوچکے تھے بلکہ آپ کو روحانی سر بلندیوں کے ضمن میں پوری شرح صدر حاصل تھی۔ اپنے مرتبہ ولایت سے بھی آگاہ تھے۔ روشن ضمیر اور اہل نظر تھے۔ لیکن قربِ ربی کے لئے آپ نے اپنے بھی بہت کچھ کرنا تھا۔ ریاضات و مجاہدات کی بھٹی سے گزرنा ناگزیر تھا۔ کیونکہ راہ طریقت کے اہل قوانین میں سے ایک پہلا اور ضروری قانون یہ ہے کہ بغیر مجاہدات کے مشاہدات ممکن نہیں ساکن کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان سے گزرے۔ یہاں تسبیح اور مصلی سے مقامات کا حصول ممکن نہیں۔ یہ بالغی شریعت ہے اس کے اپنے الگ اصول و خواص ہیں۔ ساکن شریعتِ محمد یہ کی پابندی اور پاسداری کرتا ہو امناں سلوک طے کرتا ہے اور آگے بڑھتا چلا جاتا ہے اور ہر قسم کی آزمائش سے گزرتا ہے۔ حضور غوث پاک ﷺ جب تحصیل علوم ظاہری سے فارغ ہوتے ہیں تو سخت مجاہدات کرتے ہیں۔ تاریخ تصوف میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ آپ نے ایک مرتبہ فرمایا۔ مصائب و تکلیف اگر پہاڑوں پر نازل ہوتے توہہ بھی بہت جاتے۔ آپ نے خلوتِ گزینی کے لئے آبادی کو چھوڑ دیا۔ جنگلوں اور ویرانوں میں رہنا شروع کر دیا۔ یاد رہے خزانے بیشہ ویرانوں ہی میں ہوتے ہیں۔ چند ایک واقعات جن سے سرکار غوث پاک گزرے تحریر کے جا رہے ہیں۔ عراق کے بیانوں میں پہنچتا شیخ ابوالسعود احمد بن ابی بکر حربی روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے ایک مرتبہ شیخ عبد القادر جیلانی نے فرمایا تھا کہ میں پہنچیں سال تک تن تناعران کے بیانوں ویرانوں اور خرابات میں پھرتا رہا۔ میں لوگوں کو جانتا تھا اور نہ لوگ مجھے پہچانتے تھے۔ البتہ اس وقت میرے پاس جنات اور رجال الغیب آیا کرتے تھے جن کو میں علم طریقت اور وصولِ ایلہ کی تعلیم دیا کرتا تھا۔ جب میں شروع میں عراق میں داخل ہو تو حضرتِ خضر میرے ساتھی بنے رہے۔ اس وقت میں ان کو پہچان نہیں سکتا تھا۔ میراں سے یہ معافہ ہوا کہ میں ان کے کسی حکم کی مخالفت نہیں کروں گا۔ ایک مرتبہ انہوں نے مجھے ایک جگہ پہنچنے کا حکم دیا تو میں تین سال تک اسی جگہ بیٹھا رہا۔ سال میں ایک جگہ پہنچنے کے آکریہ فرماتے کہ یہی تیرا وہ مقام ہے جہاں تک جگہ پہنچا گیا ہے۔ اس عرصہ میں دیبا اور اس کی خواہشات مختلف شکلوں میں مجھ پر وارد ہوتی تھیں مگر اللہ تعالیٰ میری مدد فرماتا اور مجھے ان کی طرف التفات کرنے سے بچا لیتا۔ شیاطین مختلف ڈراونی صور توں میں میرے پاس آتے اور لڑائی کرتے مگر اللہ تعالیٰ مجھے ان پر غالب رکھتا تھا۔ میرا نفسِ مشکل ہو کر اپنی خواہش کے لئے کبھی تو مجھ سے عاجزی کرتا اور کبھی میرے ساتھ لڑائی کرتا مگر میں بفضلِ خدا اس پر غالب رہتا۔ ابتداء میں میرا نفس اگر مجاہد کا کوئی طریقہ اختیار کرتا تو اس پر قائمِ رہتا میں کسی سے کوئی چیز قبول نہ کرتا اور ایک طویل مدت تک دونوں ہاتھوں سے اپنا گا گھونٹتے ہوئے مدان کے ویرانوں میں مجاہدات میں مشغول رہا۔ اور نفس کو طرح طرح کی ریاضتوں مجاہدوں اور مشتملوں میں ڈالتا رہا۔ چنانچہ ایک سال سبزی یا گردی پڑی چیزیں کھا کر گزار کرتا دوسرا سال صرف پانی پر گزار کیا اور قطعاً کوئی چیز نہیں کھائی پھر تیسرا سال اس طرح گزر کر کچھ کھاتا تھا پیتا نہ سوتا۔ ایک رات شدید سردی کی وجہ سے میں ایوان کسری کے کھنڈرات میں سویا تو رات بھر میں چالیس مرتبہ احتلام ہوا اور میں نے ہر مرتبہ دریائے دجلہ کے کنارے جا کر غسل کیا پھر نیند کے خوف سے محل کے اوپر ایک ویران جگہ چڑھ گیا اور وہاں دو سال تک قیام کیا۔ حتیٰ کہ سردی کے سوامجھے کھانے کی کوئی شے وہاں میرمنہ آسکی۔ ہر سال ایک بڑگ شخص مجھے اونی جبکہ لا دیتا ہے میں پہن لیتا اور وہ مجھے نصیحت کرتا اس طرح میں نے سینکڑوں طریقوں سے چھنکارا حاصل کرنے کی کوشش کی لوگ مجھے احمد دیوانہ تصور کرتے جنگلوں اور بیانوں میں نکل جاتا رہنہ جسم کا نٹوں پر لوٹا شور غوغہ کرتا۔ تمام بدن سے خون جاری ہو جاتا۔ لوگ مجھے شفاخانے میں لے جاتے مگر میری حالت اور بھی اپنے جاتی۔ یہاں تک کہ مجھ میں اور مردہ میں کوئی تمیز نہ رہتی۔ لوگ کفن لے آتے اور غسل کو ملوا کر مجھے غسل دینے کے لئے تختہ پر ڈال دیتے مگر اسی وقت میری حالت درست ہو جاتی اور میں اٹھ کھڑا ہو تا۔ راہ طریقت میں نہ تو میں کسی سے خوفزدہ ہو اسے میرا نفس مجھ پر غالب آسکا اور نہ مجھے دنیا کی زیب و زیست جیت زدہ کر سکی۔

ایک خاص حال

شیخ ابوالقاسم بن مسعود کہتے ہیں کہ میں نے شیخ عبد القادر جیلانی سے سن آپ نے فرمایا کہ ابتداء سیاحت میں مجھ پر بہت سے احوال طاری ہوتے تھے۔ میں ان میں اپنے وجود سے غائب ہو جاتا اور اکثر اوقات بے ہوشی کے عالم میں دوڑا کرتا تھا۔ جب وہ حالت مجھ سے اٹھ جاتی تو میں اپنے آپ کو ایک دور ویرانے میں پاتا۔ کبھی کبھی تو میری یہ کیفیت ہوتی کہ میں بخدا دکے ویرانوں میں مقیم ہوتا لیکن وہاں سے اپنکی مجھے لے جایا جاتا تو میں خود کو بlad استر میں پاتا جس کا فاصلہ بخدا دے سے بارہ یوم کا ہے۔ اور با اوقات جب میں اپنے احوال میں غرق ہوتا تو اپنے اکنکھے اپنے احوال پر تعجب کیوں ہے؟ بجکہ تو عبد القادر ہے۔

شیاطین سے جگ

شیخ عثمان صیرفی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی سے سن آپ نے فرمایا کہ جب میں بغداد چھوڑ کر شب و روز ویرانوں میں رہنے کا تو شیاطین انسانی شکلوں میں صفر در صرف اسلخ سے لیں ہو کر بھی انکے صور توں میں آکر مجھ سے جگ کرتے مجھ پر آگ پھینکتے شعلے بر ساتے۔ لیکن میں اپنے دل میں وہ بہت واستقلال اور شجاعت والوں اعزی اور شاہیت قدیمی پاتا جو بیان سے باہر ہے۔ اور ہاتھ غیبی کو یہ کہتے سناتا کہ اے عبد القادر! اٹھو میدان میں نکل کر ان کا مقابلہ کرو ہم تمہاری مدد کریں گے اور تم کو ثابت تدم رکھیں گے۔ اور جب میں مقابلہ کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا تو تمام شیاطین داعیں باکیں فرار ہو جاتے۔ لیکن ایک شیطان مجھے دھمکا کر کہتا کہ اس جگہ سے چلے جاؤ ورنہ میں تمہارا بحال کر ڈالوں گا پھر میں جرات کر کے اس کے منہ پر

علمانيچر مارتاتو وہ اللہ پاڑن بھاگ جاتا پھر میں لا حول ولا قوۃ إلا باللہ العلی العظیم پڑھتا تو وہ جل کر خاکستر ہو جاتا اس کے بعد ایک بد صورت بھونڈی صورت والا شخص مجھ سے آکر کہتا کہ میں اپنی ہوں مجھے اور میرے گروہ کو آپ نے عاجز کر دیا ہے۔ اب میں آپ کی مدد کرنا چاہتا ہوں اس کو میں یہ جواب دیتا کہ تو یہاں سے دور ہو جائیجھ پر طمینان نہیں ہے۔ پھر اپر سے ایک عینی ہاتھ ظاہر ہو کر اس کے سر پر ضرب لگاتا اور اس ضرب سے وہ زمین کے اندر غائب ہو جاتا اور پھر دوبارہ نمودار ہوتا تو اس کے ہاتھ میں پھرستے ہوئے شعلے ہوتے اور وہ مجھ سے بندگ کے لئے تیار ہوتا۔ لیکن اچانک ایک نقاب پوش گھٹ سوار آ کر میرے ہاتھ میں تواردے دیتا سے دیکھتے ہی شیطان اُٹھ پاڑن بھاگ جاتا میں اسے کہتا کہ میں تھے سے خوفزدہ نہیں ہو سکتا تو شیطان مجھ سے کہتا کہ یہ شعلے تیرے لئے عذاب کے انگارے ہیں تیسری مرتبہ میں نے اس کو دیکھا اس وقت وہ مجھ سے دور گھٹ اور حرست بھری سانس لے کر کہتا اے عبد القادر! اب میں تھے سے بالکل مایوس و نامید ہو چکا ہوں۔ میں نے اسے کہاں ملعون! دور ہو جائیں ہمیشہ تھے سے ڈرتا ہوں۔ تیرے الفاظ بھی تیری شیطنت اور مکاری پر دلالت کرتے ہیں۔ پھر اس نے میرے ارد گرد بہت سے جال پھجادیئے۔ میں نے کہا یہ دنیاوی و ساوس کے وہ حال ہیں جن سے ہم تم چیزے لوگوں کا شکار کیا رہتے ہیں جب میں ایک سال انہی حالات پر غور و فکر کر تاہمہاں تک کہ وہ سب کے سب ختم ہو گئے

اس کے بعد میرے باطن کو کھول دیا گیا اور بہت سے علاق مجھ پر ظاہر ہو گئے جو چاروں طرف سے مجھے گھیرے ہوتے تھے میں نے پوچھا یہ علاق کیسے ہیں؟ جواب ملایہ دنیاوی اسباب ہیں جو تم سے ملے ہوئے ہیں میں سال بھر ان کی طرف متوجہ رہا یہاں تک کہ یہ سب اسab و علاق مجھ سے بالکل منقطع ہو گئے جب مجھ پر میرے باطن کا اکتشاف ہوا تو میں نے پہلے اپنے قلب کو بہت سے علاق سے ملوث پایا میں نے دریافت کیا کہ یہ سب علاق کیا ہیں؟ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ تمہارے ارادے اور اختیارات ہیں۔ پھر ایک سال تک میں ان کی طرف متوجہ رہا یہاں تک کہ وہ سب علاقوں منقطع ہو گئے اور میرے قلب کو نجات مل گئی۔

اس کے بعد مجھ پر میرا نفس ظاہر کیا گیا میں نے دیکھا کہ ابھی اس میں کچھ امراض باقی ہیں اس کی خواہشات زندہ ہیں اس کا شیطان ابھی زندہ و سرکش ہے میں نے سال بھر اس کی طرف توجہ کی ہے یہاں تک کہ نفس کے تمام امراض جڑ سے اکھڑ کئے اس کی خواہشات مردہ ہو گئیں اس کا شیطان مسلمان ہو گیا اور تمام امور اللہ کے لیے ہو گئے اور میں اپنی ہستی سے جدا ہو گیا لیکن پھر بھی میں اپنے مقصد کو نہ پہنچا۔

پھر میں توکل کے دروازے پر آیا تاکہ مقصدم پورا ہوا اور عقدہ حل ہو جائے لیکن کیا دیکھتا ہوں کہ توکل کے دروازے پر بہت بڑا ہجوم ہے میں اس بھوم کو چیر کر نکل گیا۔ پھر میں شکر کے دروازے پر آیا یہاں بھی بڑا ہجوم ملاییں اس کو بھی جیز کر اندر چلا گیا اس کے بعد غناکے دروازے پر آیا یہاں بھی بہت بڑا ہجوم ملائیں میں چیر کر اندر چلا گیا پھر میں مشاہدہ کے دروازے پر آیا یہاں بھی بھوم کو چھڑا کر اندر داخل ہو گیا۔

سب سے آخر میں مجھے فقر کے دروازے پر لایا گیا تو وہ خالی تھا میں اس میں داخل ہو اجب اندر آگیا تو دیکھا کہ جن جن چیزوں کو میں نے ترک کیا تھا وہ سب کی سب یہاں موجود ہیں یہاں مجھے ایک بہت بڑی روحانی خزانہ کی فتوحات ملیں یعنی میرے لئے گئے ہائے گر اس بہاکھوں دیئے گئے روحانی عزت دائی گئی غنا اور خالص آزادی عطا کر دی گئی پچھلی تماں چیزیں میری ہستی اور میری صفات سب معدوم ہو گئیں۔ اور میری ہستی کی جگہ کسی اور نہ لے لی۔ (یعنی حادث کی جگہ قدیم نہ لے لی)

شیطان فریب نہ دے سکا حضور سرکار غوث پاک کے صاحبزادہ حضرت شیخ خیاء الدین ابو نصر مولیٰ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد ماجد شیخ عبد القادر جیلانی سے سناؤہ فرماتے تھے

کہ ایک دفعہ میں دوران سیاحت ایک اوقیانوس کی طرف جا لکھا ہاں کوئی آب و گیا کا نام و نشان نہ تھا مجھے کئی روز تک پانی نہ ملا جس سے بیاس کا بے حد غلبہ ہوا۔ اچانک میرے اوپر ایک بادل چھا گیا اور اس سے کچھ بوندیں مجھ پر پڑیں جب میں سیراب ہو گیا تو میں نے ایک نور دیکھا جس سے آسمان کا کنارہ روشن ہو گیا اس سے ایک ٹکل نمودار ہوئی اس نے مجھے یوں پکارا۔ عبد القادر! میں تیر ارب ہوں اور میں تیرے اوپر وہ تمام حرام چیزوں حلال کرتا ہوں جو کسی کے اوپر حلال نہیں کی گئیں یہ سنتے ہی میں نے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھ کر اسے دھکا کرا تو اس کی روشنی ختم ہو گئی اور اس نے دھوئیں کی ٹکل اختیار کر لی اور کہا اے عبد القادر! تم نے بھک ابی اپنے علم سے نجات پانی ورنہ میں اپنے اس کمر سے ستر اہل طریقت کو گراہ کر چکا ہوں میں نے کہا نہیں یہ سب میرے رب تعالیٰ کا فضل ہے جس نے مجھے تیرے کمر سے محفوظ رکھا، لوگوں نے غوث پاک ﷺ سے پوچھا کہ آپ کو یہ کیسے معلوم ہو گیا تھا کہ وہ شیطان ہے؟ آپ نے فرمایا میں کس قول سے کہ میں نے تیرے لئے حرام چیزوں کو حلال کر دی ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کبھی بری چیزوں کا حکم نہیں دیتا۔ (یعنی جو جیز شریعت محمد یہ میں حرام قرار دی گئی ہے وہ حلال کیسے ہو سکتی ہے) یہ تھی سرکار غوث الاعظم دیگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان ولایت

لہذا امت مسلمہ کو اس سے یہ درستا ہے کہ مختلف ریاضتوں اور مجہدات کے باوجود دشمنی احکام کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا چاہیے، ہمیں چاہیے کہ سیرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو اپنے لئے نمونہ عمل بنائیں اور خداوند جل وعلا ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے جاہاں لبیں اکرم یعنی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

ماخوذ از: تعلیمات غوث اعظم، سیرت غوث العاظم

مضمون نگار - نور جسم

درجہ اولیٰ۔

خاندانی شرافت

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تعلق عرب کے ممزد خاندان قریش کی ایک شاخ بنواہ شم سے تھا، پورا عرب آپ کی بھی شرافت کا اعتراف کرتا تھا، خانہ کعبہ کی خدمت اور اس کا انتظام بنواہ شم کے ذمہ تھا، اس کے لیے پورے عرب میں بنواہ شم کی مدھی سرداری تسلیم کی گئی۔ سیاسی اعتبار سے بھی یہ خاندان بلند اور ممتاز تھا۔ حضرت علی کے والد ابو طالب بن عبد المطلب مکہ کے ذی اثر اور ممتاز سرداروں میں سے تھے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کے زیر سایہ پر ورش پائی، اعلان نبوت کے بعد جب پورا عرب رسول گرامی وقار صلی اللہ علیہ وسلم کا خلاف اور دشمن ہو گیا تھا، ان نازک حالات میں ابو طالب نے آپ کا ہر خطروناک موڑ پر ساتھ دیا اور دشمنوں کے شر سے بچانے میں کوشش رہے۔ حضرت علی مرتفعی کی والدہ فاطمہ بنت اسد نے رسول گرامی کی تربیت میں بڑی دلچسپی لی، وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اولاد پر ترجیح دیتی تھیں حقیقی ماں کی طرح سلوک کرتیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں لیکن ابو طالب (مدھب جہور کے مطابق ایمان نہ لائے)

ولادت اور پرورش: آپ بعثت نبوی سے دس سال پہلے پیدا ہوئے، کچھ دنوں والدین کے زیر سایہ پر ورش پائی، بعد میں مستقل طور پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت میں آگئے، واقعہ یوں ہے کہ قحط سالی کی وجہ سے قریش پر بیشان حال تھے، ابو طالب بھی بڑھاپے اور اولاد کی کثرت کی وجہ سے سخت معاشی دشواریوں سے دوچار ہوئے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چچا عباس سے مشورہ کیا کہ اس پر بیشان حال میں ہمیں بچا ابو طالب کا ہاتھ بٹانا چاہیے، چنانچہ حضرت عباس نے جعفر کی کفالت قبول کر لی اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو اپنی آغوش پرورش میں لیا۔ حضرت علی نے جب ہوش سنھالا تو اپنے آپ کو آغوش نبی میں پالی۔

قبول اسلام

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چوں کہ آغوش نبوی میں تربیت پائی تھی، اس لیے شروع ہی سے اسلامی رنگ میں رنگ رہے، چنانچہ ایک روز انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المومنین خدیجہ الکبری کو عبادت میں مصروف دیکھا تو ریافت کیا کہ آپ دونوں حضرات یہ کیا کر رہے ہیں؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ کا دین ہے اور لات و عزی ہے دور رہنے کی تلقین کرتا ہوں۔ حضرت علی نے تجب سے کہا کہ اس سے پہلے میں نے ایسی کوئی بات نہیں سنی، میں اس کا تذکرہ والد گرامی (ابو طالب) سے کرتا ہوں، رسول گرامی وقار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تمہیں کچھ تاکہ ہے تو اپنے طور پر غور و فکر کرو کسی سے اس کا تذکرہ نہ کرنا، رسول کریم کی تربیت نے فطرت کو ستوار دیا تھا، ایک رات توقف کے بعد بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا، جس وقت آپ ایمان لائے آپ کی عمر دس سال یا نو سال یا اس سے کچھ کم تھی آپ نے بھی بنت کی پوچھنیں میں بھی بھی بت کی پوچھنیں کی۔

ہجرت

حضرت علی رضی اللہ عنہ وہ پہلے مرد ہیں جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور اس چیز کی تصدیق کی جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپ کے پاس آئی۔ اسلام کی ترقی دیکھ کر فارما کہ نے طرح طرح کی بندش اگانی شروع کی لیکن اسلام ترقی کرتا گیا، آخر میں یہ فیصلہ کیا کہ محمد عربی ہی کو قتل کر دیا جائے تو راستہ بالکل صاف ہو جائے گا۔ اس مقصد کی میکمل کے لیے منتخب نوجوانوں کی ایک جماعت رات کی تاریکی میں کاشانہ رسول پر پہنچ گئی، ادھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حضرت جبریل کے ذریعہ یہ خبر دی کہ اے محبوب! آج رات آپ اپنے بستر پر نہ سوئیں اور ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے جائیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ناشانہ اقدس سے لئے دشمنوں کی طرف ایک مٹھی خاک پھینکی جس کی وجہ سے ان کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا اور آپ انہیں کے درمیان سے لئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیا اور مدینہ کی طرف روانہ ہوئے، ادھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تم میرے بستر پر لیٹ جاؤ اور میری سبز حضرتی چادر اوڑھ کر سور ہو، تمہیں کفار کچھ نقصان نہ پہنچائیں گے، اور میرے چلے جانے کے بعد تم قریش کی یہ تمام امانتیں ان کے سپرد کر کے مدینہ چلے آئے۔ صح ہوئی تو دیکھا کہ بستر رسول پر حضرت علی آرام فرمائے ہیں، کفار نے انہیں پکڑ لیا اور خانہ کعبہ لائے پھر چھوڑ دیا اور انہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچائی، حضرت علی تین دن مکہ میں رہے، قریش کی امانتیں ان کے حوالے کر کے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائے اور ایک صحبی کے گھر ان کے مہمان ہوئے جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے موجود تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پہنچ کے بعد انصار اور مہاجرین کے درمیان رشتہ مواخات (بھائی چارہ کا رشتہ قائم کیا) تو انصار کی مہاذنگی کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی بنایا۔ (جاری ہے)

کتاب: سیرت غفاریے راشدین و شان مولی علی رضی اللہ عنہ

مضمون نگر: فرمان رضا قادری

سفر نار اور ابلیس لعین

ابلیس کو حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے بہت عرصہ پہلے ایسی آگ سے پیدا کیا گیا جس میں دھواں نہیں

بہو تا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

(والجان خلقته من قبل من نار اسموم) ترجمہ: اور ہم نے اس سے پہلے جن کو بغیر دھوکیں والی آگ سے پیدا کیا۔

دوسری آیت میں ارشاد فرمایا: (و خلق الجان من مارج من نار)

ترجمہ: اور اس نے جن کو بغیر دھوکیں والی آگ کے خاص شعلہ سے پیدا کیا، حضرت قاتدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”الجان سے ابلیس مراد ہے۔ لفظ ”الجان“ سے متعلق مفسرین کے مزید اقوال بھی ہیں۔

ابلیس نام کا سبب

پہلے سریانی زبان میں اس کا نام عزازیل اور عربی زبان میں حارث تھا، جب اس نے حکم الہی سے انکار کیا تو اس کا نام ”ابلیس“ ہوا جس کا معنی ہے بھلائی سے دور ہونا اور رحمت الہی سے نامید ہونا، اس کا ایک نام ”شیطان“ بھی ہے جس کا معنی ہے حق سے دور ہونے والا اپلاک ہونے والا اور جل جانے والا۔

مردودیت سے پہلے ابلیس کی عبادت اور مقام و مرتبہ

”حضرت کعب الاحبار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں“ ابلیس لعین چالیس ہزار (40,000) سال تک جنت کا خازن رہا اور اسی ہزار (80,000) سال تک فرشتوں کے ساتھ رہا

میں ہزار (20,000) سال تک اس نے فرشتوں کو وعظ کیا

تیس ہزار (30,000) سال تک کرویں فرشتوں اور ایک ہزار (1000) سال تک روحانیین فرشتوں کا سردار رہا اور چودہ ہزار (14,000) سال تک عرش کے گرد طواف کرتا رہا آسمان دنیا میں اس کا نام عابد، دوسرے آسمان میں زاہد، تیسرا آسمان میں عارف، چوتھے آسمان میں متین، چھٹے آسمان میں خازن، ساتویں آسمان میں عزازیل لکھا تھا اور اوچ محفوظ میں اس کا نام ابلیس لکھا تھا اور یہ اپنے انجام سے غافل تھا۔

ابلیس کی اولاد

قرآن کریم میں ابلیس کی ذریت کا ذکر ہوا ہے۔ بعض مفسرین کا یہ کہنا ہے کہ اس سے مراد ابلیس کی پیروی کرنے والے ہیں اور بعض کے نزدیک اس سے مراد ابلیس کی اولاد ہے حضرت قاتدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ابلیس نکاح کرتا ہے اور اس کی ویسے ہی نسل چلتی ہے جیسی انسانوں کی نسل چلتی ہے۔

بعض شیطانوں کے خصوصی نام

احادیث میں بعض شیطانوں کے خصوصی نام بھی بیان ہوئے ہیں یہاں ان میں سے چند نام ملاحظہ ہوں

”جیسے وضو کے دوران وسو سے ڈالنے والے شیطان کا نام“ ولہان ہے۔ (1)

تلادوت قرآن کے دوران وسو سے ڈالنے والے شیطان کو ”خرب“ کہا جاتا ہے۔ (2)

نیند کی حالت میں خیالات ڈالنے والے شیطان کا نام ”لہو“ ہے۔ (3)

ان کے علاوہ روایات اور اقوال علماء میں بعض شیطانوں کے نام اجدع، اشہب، حباب، داسم، شبر، وسوس

خناس وغیرہ بھی مذکور ہیں۔

ابیس کسی کو زبردستی گمراہ نہیں کر سکتا

ابیس کسی کو گناہ اور کفر و گمراہی پر پر مجبور بھی نہیں کر سکتا بلکہ صرف اس کے دل میں وسوسہ ڈال کر سکتا ہے اور جو لوگ اس کی بیروتی کرتے ہیں وہ اپنے اعتیار سے ہی کرتے ہیں۔ اس وجہ سے ایک آیت میں وضاحت ہے کہ قیامت کے دن ابیس کہہ گا

(ماکان لی علیکم من سلطان الا ان دعویکم فاستجتمی)

ترجمہ: مجھے تم پر کوئی زبردستی نہیں تھی مگر ہمی کہ میں نے تمہیں بلا یا تو تم نے میری مان لی۔

نیز جو خود ہی اس کی طرف مائل ہوتا اور اسے اپنادوست بناتا ہے وہی اس کے وسوسوں کا اٹھ قبول کرتا ہے، جیسا کہ

کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: إِنَّمَا لَيْسَ بِهِ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا

"وَعَلٰى رَبِّكُمْ يَتَوَكّلُونَ إِنَّمَا سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلّونَ وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ"

ترجمہ: میں تک اسے اُن لوگوں پر کوئی قابو نہیں جو ایمان لائے اور وہ اپنے رب ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اس کا قابو تو انہیں پر ہے جو اس سے دوستی کرتے ہیں اور وہ جو اس کو شریک ٹھہراتے ہیں۔

لہذا اس فرمی ہے کہ ہر مسلمان کو ہر وقت ہوشیار رہنے اور اس کے بہکادے میں آنے سے بچنے کی سخت ضرورت ہے۔

جہنم کو ابیس اور اس کے پیروکاروں سے بھر دیا جائے گا۔

شیطان اور اس کے پیروکار خواہ وہ انسان ہو یا جنت سمجھی جہنم میں جائیں گے اور اللہ تعالیٰ ان سے جہنم کو بھردے گا۔ م، حدیث پاک میں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جہنم اور جنت میں مباحثہ ہو تو جہنم نے کہا: مجھ میں جبار اور مسکر لوگ داخل ہوں گے جنت نے کہا: مجھ میں کمزور اور مسکین لوگ داخل ہوں گے اللہ تعالیٰ نے جہنم سے فرمایا تم میرا عذاب ہو، میں جس کو چاہوں گا تمہارے ذریعے عذاب دون گا۔ جنت سے فرمایا تم میری رحمت ہو، میں تمہارے ذریعے جس پر چاہوں گا مرحم کروں گا اور تم میں سے ہر ایک کو پر ہونا ہے۔

یاد رہے کہ کفار ہمیشہ وزن میں رہیں گے اور جو گناہ گار مومن دوزخ میں جائیں گے وہ عارضی طور پر وہاں رینگے

اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے ڈرو

ابیس اس تدریجی عبادت گزار اور اتنے اعلیٰ مقام پر فائز ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر کا شکار ہوا اور خداۓ رحمن کی نافرمانی اور اس کے مقرب بندے حضرت آدم علیہ السلام کی بے ادبی میں مبتلا ہو کر اپنی عبادت و ریاضت کا ثواب بھی ضائع کر بیٹھا، مقام و منصب سے بھی محروم ہوا اور ہمیشہ کے لیے عذاب جہنم کا حقدار تھہر االامان والخطیط، متفقہ ہے کہ ابیس کا یہ انجام دیکھ کر حضرت جبریل اور میکائیل علیہما السلام رونے لگے تو رب تعالیٰ نے (سب کچھ جانے کے باوجود) دریافت فرمایا: تم کیوں روئے ہو؟ دونوں نے عرض کی: اے ہمارے رب! ہم تیری خفیہ تدبیر سے ڈرتے ہیں، ارشاد فرمایا: تم اسی حالت پر رہنا (یعنی کبھی اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے بے خوف نہ ہونا) (۱) اسی طرح ایک روایت میں ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا کہ کعبہ مشرفہ کے پردے سے لپٹے نہات گریہ وزاری کے ساتھ بارگاہ الہی میں یہ دعا کر رہے ہیں: الھی لا تغیر اسی ولا تبدل جسمی اے اللہ! کہیں میر امام نکیوں کی فہرست سے نہ نکال دینا اور کہیں میرا جسم اہل عطا کے زمرہ سے نکال کر اہل عتاب کے گروہ میں شامل نہ فرمادینا۔ جب گناہوں سے مخصوص اور بارگاہ الہی کے مقرب ترین فرشتے اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے اس قدر ڈرتے ہیں تو گناہوں میں لمحڑے ہوئے مسلمان کو تو کہیں زیادہ ڈرتا اور اپنے انجام کے بارے میں گلر مند ہونا چاہئے۔

مضمون نگار۔ محمد امین قادری

درجہ۔ اعدادیہ

مراجع و مأخذ۔ سیرت الانبیاء

دور جدید میں ذریع ابلاغ و ترسیل کے بدلتے پیمانے

قدیم زمانے میں بلکہ ماضی قریب تک لوگوں کے باہمی روابط و تعلقات خطوط و تاریجی سے وسائل کے ذریعے ہی پائے تکمیل کو پہنچتے تھے اور آج کے دور میں تمام تر خبر سامنی انٹرنیٹ کے ذریعے ہوتی ہے انٹرنیٹ تمام دنیا کے تمام ممالک اور کمپیوٹروں کو ایک ہی نیٹورک سے جوڑنے کا کام کرتا ہے۔ آج کے دور میں یہی اصل نیٹورک ہے جس کے اندر معلومات کا افراد خبرہ موجود ہے۔

انٹرنیٹ کی شروعات

سے ہوئی تھی۔ ابتداء میں اس کا استعمال تجربے گا ARPANET (Advance Research Project Agency) گورنمنٹ کے اپنے 1968 کے پروجیکٹ US انٹرنیٹ کا آغاز ارکھا گیا اور NSFNET نے ایک نیٹورک کی شروعات کرائی جس کا نام Science Foundation of US (Nation) ہوں اور فوج کے کاموں کے لیے ہوا تھا 1980 کی دہائی میں اس کا مقصد امریکہ میں سوپر کمپیوٹر کو فروغ دینا تھا۔ اس سے تمام دنیا میں پھیلے پھیلے اور کمپیوٹر کی معلومات کو ہے ایک جیسے پروٹوکولز سے منضبط کر دیا گیا جس کو انٹرنیٹ کے نام سے جانا جاتا ہے، 1993 میں پہلی بار انٹرنیٹ کا استعمال عوامِ انسا کے لیے کیا جانے لگا۔

انٹرنیٹ کے موجدین

انٹرنیٹ کا موجد نہ کوئی ایک ایک کمپنی اور نہ کوئی ایک حکومت۔ اور نہ ہی اس کا کنٹرول کسی ایک انسان کمپنی یا حکومت کے ہاتھ میں ہے۔ انٹرنیٹ مجموعی طور پر بہت ساری تنظیموں کی دیکھ رکھیں میں ہے یہ تمام کی تمام تنظیمیں اپنا پناہگاہ مذکوبی سنبھالتی ہیں۔

انٹرنیٹ سے پوری ہونے والی ضرورتیں

انٹرنیٹ بہت سارے نیٹورک کا موجود ہے اور اس میں ایک بہت بڑی تعداد میں ڈاتا میں موجود ہے اس کے علاوہ یہ لوگوں کی بہت ساری ضرورتوں کو بھی پورا کرتی ہے۔

انٹرنیٹ کا استعمال

انٹرنیٹ کے ذریع آج کل بہت سے ایسے کام کیے جا رہے ہیں جن کا پہلے تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اس کے ذریعہ ہر قسم کی معلومات کی بھی ملک کے بارے میں حاصل کی جاسکتی ہیں۔ جس سے ہمیں اس ملک کی ثقافت اور سیاسی و سماجی حالات سے آگاہی ہوتی ہے۔ اب بہت سے صنعتی ادارے بھی اپنی مصنوعات کے اشتہار کے لیے اسے استعمال کرنے لگے ہیں۔ اور بہت سی اشیا انٹرنیٹ پر فروخت کے لیے بھی پیش کی جا رہی ہیں اور آن لائن شاپنگ کا تصور بھی انٹرنیٹ کی بدولت سامنے آیا ہے۔ جس کی بدولت اب گھر بیٹھے ہر قسم کی چیز کریڈٹ کارڈ استعمال کر کے خرید سکتے ہیں اور کچھ اضافی رقم خرچ کرنے پر وہ چیزیں ہمیں گھر پر ہی دست یاب ہو جاتیں۔ جس سے ہمیں بازار جانے اور وہاں سے لانے کی کوفت سے نجات مل جاتی ہے۔

جس طرح سے دنیا میں فاصلاتی نظام تعلیم کو عروج حاصل ہوا تھا اور بے شمار لوگ اس سے مستفید ہوئے تھے۔ بالکل اسی طرح آج کل دنیا کی بہت سی یونیورسٹیاں بھی آن لائن تعلیم دے رہی ہیں، جس کی بدولت علم کے بیباۓ اپنی بیاس بھجا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ غیر ممالک میں پڑھنے کے خواہش مند طلبہ بھی اس کی بدولت وہاں کی یونیورسٹیوں میں داخلے کی درخواست دے کر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایسے افراد جو کسی بھی میدان میں تحریر رکھتے ہوں مگر ان کے پاس کسی قسم کی کوئی بھی سرٹیفیکیٹ نہ ہو تو وہ بھی انٹرنیٹ پر موجود وہ سائنس پر آن لائن ٹیسٹ دے کر سرٹیفیکیٹ حاصل کر سکتے ہیں۔ اور اپنے لیے حصول روز گار کو ممکن بناتے ہیں۔ انٹرنیٹ پر بہت سی ویب سائنس ایسی بھی ہیں جن کی بدولت ہر شخص اپنی من پسند نوکری حاصل کر سکتا ہے، اس کے لیے صرف ان ویب سائنس پر جا کر آن لائن اپلاٹی کرنا ہوتا ہے اور بعد میں ان کو انٹرویو کے لیے بلا یا جاتا ہے۔ کچھ عرصہ قبل تک شاید کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ ہو گا کہ ہمیں انٹرنیٹ پر اخبارات بھی پڑھنے کو ملیں گے۔ اب دنیا کے بہت سے اخبارات کے آن لائن

ایڈیشن بھی شائع ہو رہے ہیں انٹرنیٹ اپنے خیالات و سروں تک پہنچانے کا سب سے بہترین ذریعہ ہے۔ اسی وجہ سے بہت سے لوگ اسے استعمال کر رہے ہیں اور اپنے مخصوص مقاصد کے حصول کی خاطر مختلف قسم کی ویب سائنسوں کے ذریعہ لوگوں کو اپنے عقائد و نظریات کی طرف مائل کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں انٹرنیٹ پر باطل فرقے تھیں جس کی آڑ میں اپنے غلط عقائد کی تبلیغ کر رہے ہیں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کرنے کا باعث بن رہے ہیں، یہ سب اسی انٹرنیٹ کی کارتنی ہے۔ اس سے قبل یہ لوگ چھپ چھپا کر اپنی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے تھے اور اب اس ذریعے سے کھل کر سامنے آگئے ہیں۔

بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن کا استعمال ان کو بر ابادیتا ہے جیسے کہ اکاغذ بذات خود کچھ نہیں ہوتا تو اس پر لکھی گئی تحریر اس کی پیچان ملتی ہے۔ بھی بات ہم موبائل فون کے بارے میں بھی کہہ سکتے ہیں۔ اسی طرح کسی چیز کا غلط استعمال اس کو بر ابادیتا ہے بذات خود وہ چیز بری نہیں ہوتی ہے۔ بالکل بھی بات انٹرنیٹ کے بارے میں کہی جاسکتی ہے کہ اس کو کیسے اور کس طرح استعمال کیا جاتا ہے۔ آج ہم کمپیوٹر کے دور سے گزر رہے ہیں ترقیاہر گھر میں کمپیوٹر صرف پچوں نہیں بلکہ بڑوں کا بھی زیادہ تروقت کمپیوٹر کے ساتھ گزرتا ہے اور والدین کو پچھلے بھی نہیں ہوتا کہ ان کے بچے کیا کیا چیزیں دیکھ رہے ہیں حال ہی میں کیسے جانے والے ایک سروے سے یہ اکشاف ہوا کہ زیادہ تروقت والدین کو انٹرنیٹ کے استعمال سے پچوں پر پڑنے والے مضر اثرات کے بارے میں کوئی علم نہیں۔ جو کہ والدین کے لیے ایک لمحہ فکر یہ ہے اس سلسلے میں والدین کا فرض بتا ہے کہ وہ اپنے بچوں کی مگر انی کریں اور انہیں کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے ثابت استعمال کی جانب راغب کریں۔ بچے امت مسلمہ کا مستقبل ہیں اور آپ کے پاس امانت ہیں لہذا والدین مناسب وقت تکالیف اور صحیح وقت پر ان کی درست رہنمائی کر کے اپنے فریضے سے عہدہ برآ ہوں۔ اگر آپ ایسا نہیں کریں کہ تو پھر بچوں کے غلط راہ پر چلے اور برے کاموں میں ملوث ہونے کے ذمہ دار آپ ہی ہوں گے، یہ والدین کی اخلاقی ذمہ داری ملتی ہے کہ وہ خاص طور پر چھوٹے بچوں کو بلا ضرورت انٹرنیٹ استعمال نہ کرنے دیں بلکہ دوسرا تعمیری سرگرمیوں میں ان کو مصروف رکھیں۔

(ماخوذ از قواعد املاؤ انشاء)

اور اب بات کرتے ہیں ان جرائم کی جوانٹرنیٹ کی وجہ سے ہو رہے ہیں اگرچہ جرائم پہلے بھی ہوتے تھے لیکن اب وہ انٹرنیٹ کی بدولت زیادہ منظم طریقے سے ہو رہے ہیں۔ اور ان جرائم نے پوری دنیا کو متاثر کیا ہے کیونکہ انٹرنیٹ کے ذریعے اب دوسروں کے کریڈٹ کارڈ چاکر آن لائن شاپنگ کی جاتی ہے۔ بینکوں کو لوٹ لیا جاتا ہے اور لوگوں کی رقمیں بینکوں سے نکال لی جاتی ہیں جس سے ایک نئی اصطلاح سامنے آئی ہے اور وہ ہے سا بھر کر اعم۔ آج سے چند سال پہلے شاید لوگوں کو اس بات کا اندازہ بھی نہیں رہا ہوا کہ ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ جب جرائم اسکیں بھی ہوا کریں گے۔ اور یہ سب انٹرنیٹ کی وجہ سے ہو رہا ہے۔

ایسی صورت حال میں ہمیں انٹرنیٹ کے ثبت و منفی اثرات پر گہری نظر رکھنی چاہیے تاکہ اسکے مضر اثرات سے خود کو اور دوسروں کو بچا سکیں

ماخذ و مراجع

کتاب:- انٹرنیٹ بینائیالوجی، قواعد املاؤ انشاء

محمد فہد مکال قادری پاشنا

درجہ۔ اعدادیہ

شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علمی مقام

اللہ رب العزت کے کسی بھی ولی کا جب تذکرہ ہوتا ہے تو ہمارے ذہن میں کشف و کرامت کا تصور آتا ہے لیکن کسی بھی ولی اللہ کے مقام و لایت پر سرفراز ہونے کا در صاحب کرامت بننے کا بنیادی سب شریعت مطہرہ کے احکامات پر استقامت کرنا ہوتا ہے علوم شریعت پر عمل کئے بغیر بارگا و خدا میں قرب پالینے کا خیال محض پاگل ہے اور اللہ رب العزت نے اپنے ولیاء کا ذکر فرماتے ہوئے اکی دو بنیادی شرائط اور علامات بیان فرمائیں ہیں۔

تحقیقی یعنی پرہیزگار ہونا، ایمان والا ہونا

چنانچہ ارشادِ ربیٰ ہے

اللَّذِينَ أَمْنُوا فَأُنْتَمُ^{تَسْتَعْنُونَ} (پارہ 11 سورہ یونس آیت 63 ترجمہ کنز الایمان) وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں یہ بات تو بکل واضح ہے کہ علم شریعت کو حاصل کئے بغیر اور اس پر عمل کئے بغیر کوئی بھی اللہ کا ولی نہیں ہو سکتا اور جس نے بظاہر علم شریعت حاصل نہیں کیا ہو تو اگر اللہ تعالیٰ اسے اپنا ولی بناتا چاہتا ہے تو اسے علم لدنی عطا فرمادیتا ہے، اور کبھی کبھی فعلِ الہی یوں بھی ہوتا ہے کہ علم لدنی ظاہری کتابی شکل میں نہ عطا فرمائے اور علوم شریعت کو اپنے ولی کی طبیعت و عادات میں منتقل فرمادیتا ہے جس سے انکا اٹھنا بیٹھنا اور حرکات و سکنات شریعت کے موافق صادر ہوتے ہیں باقی دیگر ضروری علوم کسب کرنے پر عطا کر دیے جاتے ہیں۔

امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں (وما تکن اللہ ولیاً جا حللاً) کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بھی جاہل کو اپنا ولی نہیں بناتا یعنی بناتا چاہتا تو اسے علم دے دیا اسکے بعد ولی کیا (فتاویٰ رضویہ جلد 21 ص 553) اگر بندے کے پاس علم دین نہ ہو تو شیطان عبادات و مجاہدات کے نام پر اسے اپنا کھلونا بنائے رکھتا ہے

ولیاء اکرام فرماتے ہیں "صوفی بے علم مسخرہ شیطان است" یعنی بے علم صوفی شیطان کا مسخرہ ہے (فتاویٰ رضویہ جلد 24 ص 132)

جب یہ بات واضح ہو گئی کہ صوفی کیلئے علوم شریعت سے واقف ہونا ضروری ہے تو پھر کیا عالم ہو گا اس ہستی کے پایہ علم کا جو ولایت کے بادشاہ ہیں جی ہاں ولی الاولیاء امام الاصفیاء قطب الاقتاب غوث الاغوات تاج الاوتاد مریج الابدال غوث اعظم ابو محمد سید شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جس طرح آسمان طریقت کے روشن آفتاب ہیں اسی طرح چرخ شریعت کے چکنے دکتے مہتاب بھی ہیں 18 سال کی عمر شریف میں سرکار غوث اعظم علیہ الرحمہ تخلیل علم کے لئے بغداد تشریف لے گئے تو بغداد جاتے ہوئے وہی واقعہ پیش آیا جو کہ بہت مشہور ہے (ڈاکوؤں والا واقعہ) حضرت علامہ عارف باللہ نور الدین ابی الحسن علی بن یوسف الشاطئی علیہ الرحمہ اپنی تصنیف لطیف بھجتہ الاسرار فی معدن الانوار میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب سرکار غوث اعظم علیہ الرحمہ نے اپنا قدام سر زمین بغداد پر رکھا تو رحمت کی بدلبیاں چھا گئیں باری رحمت کے بدل ثار ہونے لگے جس سے اس سر زمین پر رشد و بدایت کی روشنی میں دو گناہ اضافہ ہو گیا اور گھر گھر اجالا ہو گیا

آپ نے علم دین کے حصول کے لئے بہت جد و جهد کی اور دور و نزدیک کے علماء کرام مثلاً عظام فقہاء علام سے علم بہت محنت سے حاصل کیا آپ اپنے اساتذہ کرام سے درس لے کر جنگلات میں نکل جایا کرتے تھے اور سفر و حضور میں اپنے مطالعے کو جاری رکھتے جب آپ کو شدت کی بھوک لگتی تو سبز یاں وغیرہ کھاتے اور کبھی کبھی وہ بھی میر نہیں ہوتی تو اللہ کا شکر بجالات تھے

سرکار غوث پاک علیہ الرحمہ کو اللہ تعالیٰ نے جو مقام قطبیت کہری کا منصب عطا فرمایا اسکی ایک وجہ آپ علیہ الرحمہ نے خود بیان فرمائی وہ وجہ علم دین حاصل کرنا ہے چنانچہ قصیدہ غوشیہ کے ایک شعر میں اس حقیقت کا اکٹھاف ہوا ہے

آپ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

درستُ الْعِلْمَ حَتَّى سَرَثَ قَطَباً

"وَتَلَمَّثَ السَّعْدَ مِنْ مَوْلَى الْمَوَالِيِّ"

یعنی میں علم ظاہر و باطن کو حاصل کرتا رہا یہاں تک کہ میں قطب بن گیا، اور میں نے مغلص دوستوں کے مولیٰ سے سعادت و نیک ختنی حاصل کر لی،

جب آپ علیہ الرحمہ منصب قطبیت پر فائز ہوئے اور آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ شروع فرمایا تو آپ علیہ الرحمہ اپنے مدرسہ میں علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ، اور علم کلام پڑھایا کرتے تھے دوپہر سے پہلے اور بعد دونوں اوقات میں تفسیر، حدیث، فقہ، کلام، اصول، اور خوب پڑھایا کرتے تھے اور ظہر بعد قرآن پاک پڑھایا کرتے تھے،

ابو محمد الخشب نجوى عليه الرحمه بيان کرتے ہیں کہ میں عین عالم شباب میں علم خوب پڑھتا تھا اس وقت لوگوں سے آپ کی تعریف سنی تھی کہ آپ نہیں فصاحت و بلاحت سے کلام فرماتے ہیں اس لئے آپ کے وعظ سننے کا شائق تھا مگر صرف ویٹ کی وجہ سے حاضر نہیں ہوا چنانچہ لوگوں کے ساتھ آپ کی مجلس میں حاضر ہوا تو آپ نے میری طرف نظر فرمایا کہ ارشاد فرمایا تم ہمارے پاس رہ جاؤ تو ہم تمہیں زمانے کا سببوبہ بنادیں گے (یہ سببوبہ اپنے وقت کے امام الخوئی)

اس پر میں نے رضامندی کا اظہار کیا اور اسی وقت سے آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہنا شروع کر دیا اور عرصہ تقلیل میں ہی آپ کی بارگاہ عالیہ سے وہ کچھ حاصل ہوا جو کہ اس عمر تک حاصل نہ کر سکا تھا مسائلی خوبیہ و علوم عقلیہ و فقہاء مختصر ہو گئے مجھے اب تک معلوم نہ ہوئے تھے اچھی طرح سے ذہن نشیں ہو گئے

جب سیدنا سرکار غوث پاک علیہ الرحمہ کے علوم و فنون کاڈ نکاہر جگہ بخیز لگا تو سو فقہاء آپ کی بارگاہ میں بغرض امتحان پیچیدہ مسائل لے کر حاضر ہوئے تو آپ علیہ الرحمہ نے ایک نظر اٹھائی اور انکا سارا علم سلب کر لیا وہ فقہاء مختصر ہو گئے اور اپنے کپڑے چھڑا لے اور اپنی پگڑیاں پھینک دیں پھر آپ علیہ الرحمہ نے انکے سوالات کے جوابات ارشاد فرمائے جس پر تمام فقہاء نے آپ کے تحریک علمی کا اعتراض کیا۔

سرکار غوث الاعظم علیہ الرحمہ نے جو کہ مادرزاد اللہ کے ولی تھے باوجود اس کے خصوصاً تحصیل علم کے لئے سفر کیا اور دورانِ حصول علم بہت ساری مشغلوں کے رو برو ہوئے،

ان مذکورہ احوال و واقعات سے علم کی اہمیت و افادیت کا تجنبی اندمازہ لگانا چاہیئے کہ آپ علیہ الرحمہ خود فرماتے ہیں کہ میں علم دین حاصل کرتے کرتے قطب بن گیا اور مزید آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ علم دین حاصل کرنا ہر مسلمان کے لئے صرف ضروری ہی نہیں بلکہ روحانی بیماریوں کے لئے شفاء کلی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہم سب کو علم دین حاصل کرنے کی توفیق و رغبت عنایت فرمائے۔ امین بجاه النبی سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

مضمون نکار۔ غلام یسین قادری کی

درجہ۔ فضیلت سال اول

ماخوذ از کتب۔ سیرت غوث اعظم علیہ الرحمہ۔ سجۃ الاسرار فی معدن الانوار۔

محض سیرت رسول اکرم ﷺ

سید الانبیاء احمد مجتبی حسیب خدا محمد مصطفیٰ ﷺ وہ ہستی ہیں جن کی سیرت اور اوصاف کا بیان چند صفات میں ممکن نہیں بلکہ اس کے لیے ہزاروں صفات بھی ناقابلی ہیں، کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

زندگیاں ختم ہوئیں اور قلم ٹوٹ گئے

پر تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا

آخری نبی ﷺ کے والد ماجد کا نام عبد اللہ اور والدہ ماجدہ کا نامہ آمنہ ہے والد کی طرف سے نسب یوں ہے محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن اوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان والدہ کی طرف سے نسب یوں ہے محمد بن آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن، یہاں باقی مطالب ذکر ہیں

حضور ﷺ کے والدین کا نسب نامہ ”کلاب بن مرہ“ پر مل جاتا ہے اس کے بعد ناموں میں بہت اختلاف ہے، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب بھی اپنا نسب نامہ بیان فرماتے تو عدنان تک ہی ذکر فرماتے تھے، البتہ اس پر تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ ”عدنان“ حضرت امام علی علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں، اور حضرت امام علی علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند ارجمند ہیں

خاندانی شرافت

حضور اکرم ﷺ کا خاندان اور نسب، عظمت و شرافت میں دنیا کے تمام خاندانوں سے اشرف و اعلیٰ ہے اور یہ وہ حقیقت ہے جس کا آپ ﷺ کے بدترین دشمن بھی انکار نہ کر سکے چنانچہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے جب وہ کفر کی حالت میں تھے، بادشاہ روم ہر قل کے بھرے دربار میں اس حقیقت کا اقرار کیا کہ ”صوفینا ذونب“ یعنی نبی اکرم ﷺ ہم میں سے اعلیٰ ترین خاندان والے ہیں۔

برکات نبوت کا ظہور

جب آفتاب رسالت کے طور کا زمانہ قریب آگیا تو اطراف عالم میں بہت سے عجیب و غریب واقعات کا ظہور ہوا، چنانچہ اصحاب فیل کی بلاکت کا واقعہ، تاگہاں باراں رحمت سے سر زمین عرب کا سر بزر و شاداب ہو جانا، اور برسوں کی خشک سالی دور ہو کر پورے ملک میں خوش حالی کا دور دورہ ہو جانا، توں کامنہ کے بل گر پڑنا، فارس کے محبوبوں کی ایک بڑا ارسال سے جانی ہوئی آگ کا ایک لمحہ میں بھج جانا، شام اور کوفہ کے در میان وادی ”سماوہ“ کی خشک ندی کا اچانک جاری ہو جانا، حضور ﷺ کی والدہ کے جنماطہر سے ایک ایسے نور کا نکلا جس سے بصری کے محل روشن ہو گئے یہ سب واقعات اسی سلسلہ کی کثریاں ہیں جو حضور ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے ہی بشارت بن کر عالم کا نات کو سرور دو جہاں کی آمد کی خوشخبری دینے لگے۔

ولادت با سعادت

آپ ﷺ کی تاریخ و لادت سے متعلق مختلف اقوال ہیں، ان میں سے مشہور قول یہ ہے کہ اصحاب فیل کے واقعہ سے 55 دن بعد 12 ربیع الاول مطابق 20 اپریل 571 کو آپ ﷺ پاکینہ بدن، ناف بریدہ، ختنہ کئے ہوئے اور خوشبو میں بے ہوئے، مکہ مکرمہ کی مقدس سر زمین پر اپنے والد ماجد کے مکان عالیشان میں جلوہ گر ہوئے اور پیدا ہوتے ہی سجدہ فرمایا۔ آپ ﷺ کے بچا ابو لہب کی لوٹی ثوبیہ خوشی میں دوڑتی ہوئی گئی اور ابو لہب کو بھیجا پیدا ہونے کی خوشخبری دی تو اس نے اس خوشی میں شہادت کی انگلی کے اشارہ سے ثوبیہ کو آزاد کر دیا جس کا شرعاً ابو لہب کو یہ ملا کہ اس کی موت کے بعد اس کے گھروں نے اسے خواب میں دیکھا اور حال پوچھا، تو اس نے اپنی انگلی اٹھا کر کہا: تم لوگوں سے جد ہوئے کے بعد مجھے کچھ نہیں ملا سوائے اس کے کہ ثوبیہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے اس انگلی کے ذریعہ کچھ پانی پلا دیا جاتا ہوں۔ حضور اقدس ﷺ کی ولادت کی خوشی منانے پر ابو لہب حیسا ازالی بدخت اور بدترین کافر بھی اچھا صلح ملنے سے محروم رہا تو اس مسلمان کا کیا حال ہو گا جو آپ ﷺ کی محبت سے سرشار ہو کر ثریعت کی حدود میں رہتے ہوئے ولادت مصطفیٰ ﷺ کی خوشی منانے اور اپنامal خرچ کرے گا۔

نام مبارک

جب آپ ﷺ کی ولادت ہوئی اس وقت آپ کے دادا حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ طوف کعبہ میں مشغول تھے۔ خوشخبری سن کر آپ خوش خوشی حرم کعبہ سے اپنے گھر آئے

سب سے پہلے حضور ﷺ نے ابوالہب کی اونڈی توپیہ کا دودھ نوش فرمایا، پھر اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے دودھ سے سیراب ہوتے رہے، پھر حضرت حلیمه سعدیہ رضی اللہ عنہا آپ کو اپنے ساتھ لے گئیں اور اپنے قبیلہ میں رکھ کر آپ کو دودھ پلانی رہیں اور انہیں کے پاس آپ ﷺ کے دودھ پینے کا زمانہ گزرا۔

بچپن کی ادائیگی:-

آپ ﷺ کا جھولا فرشتوں کے ہلانے سے ہلتا اور جھولے میں چاند کی طرف انگلی اٹھا کر جس طرف اشارہ فرماتے چاند اس طرف جھک جاتا تھا۔

چاند جھک جاتا جدھر اٹھتی تھی انگلی مہد میں

کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

بچوں کی عادت کے مطابق کبھی بھی آپ ﷺ نے کپڑوں میں بول و بر از نہیں فرمایا، بلکہ ہمیشہ ایک معین وقت پر رفع حاجت فرماتے۔ جب آپ ﷺ اپنے پاؤں پر چلنے کے قابل ہوئے تو باہر نکل کر کھینے کے لئے پیدا نہیں کیا گیا۔ بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھتے مگر خود کھلیل کو دیں شریک نہ ہوتے۔ لڑکے آپ کو کھینے کے لئے بلا تے تو آپ فرماتے مجھے کھینے کے لیے پیدا نہیں کیا گیا۔

ہجرت مدینہ

اعلان نبوت کے تیر ہوئے سال میں سرکار مدینہ ﷺ نے مسلمانوں کو ہجرت کر کے مدینہ منورہ جانے کی اجازت عطا فرمائی اور بعد میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ خود بھی ہجرت کر کے وہاں تشریف لے گئے۔

مدنی حیات طیبہ

ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کو گیارہ سال شرف قیام بخشنا، ان سالوں پیش آنے والے مختلف اہم واقعات کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے۔

پہلا سال

مسجد قباد مسجد نبوی کی تعمیر کی گئی

پہلا جمعہ ادا فرمایا اذان و اقامۃ کی ابتداء ہوئی

دوسرے سال

قبلہ تبدیل ہوا، یعنی بیت المقدس کے بجائے غانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا

رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے نماز عیدین و قربانی کا حکم دیا گیا

حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح ہوا

مسلمانوں کو غزوہ بدیر میں فتح میں حاصل ہوئی۔

تیسرا سال

کفار کے ساتھ غزوہ احمد کا مہر کہ ہوا

ایک قول کے مطابق اسی سال شراب کو حرام قرار دیا گیا۔

نماز خوف کا حکم نازل ہوا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی

آپ ﷺ نے حضرت ام سلمہ اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہما سے نکاح فرمایا

- نماز قصر اور پردے کا حکم نازل ہوا

پانچواں سال

آپ ﷺ نے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہما سے نکاح فرمایا

غزوہ احزاب یعنی غزوہ خندق اور غزوہ بنی مصطفیٰ واقع ہوئے

تیم کا حکم بھی اسی سال نازل ہوا۔

چھٹا سال

صلح حدیبیہ اور بیجت رضوان واقع ہوئے

آپ ﷺ نے مختلف بادشاہوں کے نام اسلام کی دعوت پر مشتمل خطوط روانہ فرمائے

جہش کے باڈشاہ حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا

اس سال آپ پر جادو کیا گیا

اور اس کے توڑ کیلئے سورہ فتن اور سورہ ناس نازل ہوئیں۔

ساتواں سال

غزوہ نخیر اور غزوہ ذات الرقان واقع ہوئے

آپ ﷺ نے حضرت ام حبیبہ، حضرت صفیہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہم سے نکاح فرمایا

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی نماز عصر کیلئے آپ ﷺ کی دعا سے سورج واپس بلٹنا۔

آٹھواں سال

آپ ﷺ کے لخت جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی

غزوہ حنین واقع ہوا

کہ مکرمہ فتح ہوا۔

نوال سال

شاه جہش حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا

مختلف فوود کی بارگاہ رسالت میں حاضری ہوئی

حج کی فریضت کا حکم نازل ہوا

غزوہ توبک واقع ہوا جس کیلئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دل کھول کر مالی معاونت کی۔

اللہ تعالیٰ کے جبیب ﷺ کے لخت جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا

اسی سال آپ نے حج ادا فرمایا ہے جبکہ الوداع کہا جاتا ہے۔

گیارہوں سال

ہجرت کے گیارہوں سال، 63 برس کی عمر میں آپ ﷺ کا وصال ظاہری ہوا

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے چرے میں تدفین ہوئی۔

کتاب۔ سیرت الانبیاء، سیرت المصطفیٰ

مضمون نگار۔ محمد حسان قادری

درجہ۔ اعلادیہ

جدید ٹکنالوژی کے منفی اور مثبت اثرات

ٹکنالوژی کی وجہ سے زراعت کی پیداواری اور کارکردگی میں دن بہ دن اضافہ ہو رہا ہے۔ گھر بیٹھے پیسے کمانے کے نئے اور بہترین طریقوں سے لوگ استفادہ کر رہے ہیں۔ مشینوں نے گھر کے سارے کام آسان بنانے کے ساتھ ساتھ ہمارہ بہت سارا وقت بھی بچایا ہے۔ انسانی بقا کے لیے ٹکنالوژی بہت ضروری ہے۔

جدید ٹکنالوژی نے جس طرح سے ہمارے لیے آسانیاں پیدا کی ہیں، اسی طرح اس کے نقصانات بھی بڑی تعداد میں دیکھنے کو ملتے ہیں۔ جہاں ایک چیز کے فائدے ہوتے ہیں، وہیں اس کے نقصانات بھی ہوتے ہیں۔

ماضی میں جو مشکلات ٹکنالوژی نہ ہونے کی وجہ سے درپیش تھیں، وہ اب کافی حد تک حل ہو چکی ہیں۔ ٹکنالوژی نے ہماری بہت سی مشکلات کو آسانی میں تبدیل کر دیا ہے۔ وسائل نقل و حمل کا مسئلہ ہو یا مواصلات کا، جہاں پہلے ہم دنیا جہاں میں ہونے والے واقعات سے بے خبر رہتے تھے، آج ٹکنالوژی کی بدولت پہلے کی خبروں سے واقف ہوتے ہیں۔ پہلے کوئی ضروری کام کے لیے دور دراز کا سفر طے کرنے کے لیے ہی کتنی دن اور میئینگ جاتے تھے، آج ٹکنالوژی کی مدد سے در کار و قوت میں انسان کے سیکروں کام نہٹ جاتے ہیں۔ لوگ ہمینہ اور سالوں تک اپنوں سے بے خبر رہتے تھے، آج ٹیلی فون اور موبائل کی وجہ سے ان سے ہر پل آگاہ رہتے ہیں۔

ٹکنالوژی کی وجہ سے زراعت کی پیداواری اور کارکردگی میں دن بہ دن اضافہ ہو رہا ہے۔ گھر بیٹھے پیسے کمانے کے نئے اور بہترین طریقوں سے لوگ استفادہ کر رہے ہیں۔ مشینوں نے گھر کے سارے کام آسان بنانے کے ساتھ ساتھ ہمارہ بہت سارا وقت بھی بچایا ہے۔ انسانی بقا کے لیے ٹکنالوژی بہت ضروری ہے۔

لیکن ٹکنالوژی جہاں ہمارے لیے بہت فائدہ مند ثابت ہو رہی ہے وہیں اس کے نقصانات بھی خطرناک ہیں۔ اس نے ہمیں بہت ساری مختلف فکروں میں مبتلا کر دیا ہے۔ اس کے لگاتار استعمال نے معاشرے میں بڑی خرابیاں پیدا کر دی ہیں۔ اس کے زیادہ استعمال سے ہم جسمانی طور پر تو سماج میں ہیں، اپنوں کے ساتھ ہیں، لیکن اگر دیکھا جائے تو اس نے ہمیں ہمارے اپنوں کے ساتھ ہوتے ہوئے بھی ذہنی طور پر سب سے جدا کر دیا ہے۔ ایسے مسائل، جن کے بارے میں پہلے سوچا بھی نہیں جاتا تھا، آج وہ ہر دن اخبار کی ہیڈلائن ہوتے ہیں۔ بے حیائی اور فحش بالکل نہیں کے برابر تھی، لیکن ٹکنالوژی نے تواب ہمارے ضمیروں کو اتنا مار دیا ہے اور انسان کو اتنا ڈھیٹ بنا کر کھکھل دیا ہے کہ اب وہ برائی کو بھی برائی نہیں سمجھتے جوں جوں ٹکنالوژی میں ترقی حاصل ہو رہی ہے، انسان اخلاقی گراوٹ میں مبتلا ہو رہا ہے۔ وہ اب اخلاقیات، محبت، شفقت، ادب، احترام، انسانیت، شرافت وغیرہ سب کو بھول کر صرف مشین بن کر رہ گیا ہے۔

اب وہ اخلاقیات کو بھلا کر بد اخلاق ہو چکا ہے۔ محبت نے نفرت کی شکل اختیار کر لی ہے۔ شفقت بے دل میں، ادب و احترام بد تیزی میں، انسانیت ظلم و ستم میں اور شرافت غنڈہ گردی میں بدل گئی ہے۔ رحمدی کی جگہ اب نفرت نے لے لی ہے۔

پہلے خواتین اپنے ماں باپ کی اجازت سے باہر جایا کرتی تھیں، اب انھیں بتانا بھی ضروری نہیں سمجھتیں۔ ایسے ہی کچھ معاملات میں ٹکنالوژی مضر ہے۔ لوگ زیادہ تر بے روزگاری میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ اس کی وجہ سے بڑے بیانے پر بے ہودہ طرز زندگی اور تفریح کو فروع حاصل ہو رہا ہے۔ لوگ نہ جانتے مجھے بھی سا بہر کار ائم کا حصہ بننے جا رہے ہیں۔ موبائل فون کا لگاتار استعمال بالکل نہ سمجھا جاتا ہے اور انسانی دماغ کے لیے انسانی صحت کے لیے یہ کافی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ اس کے اثرات سب سے زیادہ پچھل پر دیکھنے کو ملتے ہیں، جس میں وہ اپنا قیمتی وقت بر باد کر رہے ہیں۔

ٹکنالوژی کی سب سے بڑی ایجاد ہے ”پرشل کمپیوٹر“، اور اس کمپیوٹر کو لا محدود وسعت دینے والی ایجاد کا نام ہے اٹر نیٹ۔ اٹر نیٹ دراصل دنیا بھر میں پھیلے ہوئے مختلف کمپیوٹر زکو مر بوط کرنے والی کڑی ہے۔ جس طرح کپنیاں اپنے پیداوار کی تشویش کے لیے صارفین کی نظر و میں مانے کے لیے جلوہ آرائیاں کرتی ہے، اسی طرح انسان بھی اپنی معلومات، ایجادات، خیالات اور تصورات کو دوسرا سے انسانوں تک پہنچانے کے لیے مضر بہت ہوتا ہے۔ اٹر نیٹ کے ذریعے ایسے تمام لوگوں کے ذوق تجسس کی تکمیل بہ آسانی ہو جاتی ہے۔

اٹر نیٹ پر موجود کروڑوں ویب سائٹس اور سو شل میڈیا، تیکنیک علوم کو معمولی مہارت اور انگلیوں کی جنمیں سے بہد وقت سیراب کرتی ہیں۔ معلومات کے بھر پور خزانے کا منہ کھلنے لگتا ہے تو خس و خاشک کا منہ زور ریا بھی دن ناتا ہوا اسکرین اور آنکھوں کے راستے دماغ میں اترنے لگتا ہے۔ اٹر نیٹ سے دنیا کے کسی بھی حصے میں موجود ہم زبان سے تبادلہ خیال کا عمل آسان ہو گیا ہے۔ ای میں اور سو شل میڈیا نے خط و کتابت اور مراحل اسلام کی ترسیل کو انتہائی سستا اور معیاری بنادیا ہے۔ اسی جدید ٹکنالوژی کی وجہ سے تعلیم و تدریس کے نئے اور موثر رائج وجود میں آگئے ہیں، جیسے ای لرنگ، ای بک وغیرہ۔

تفریح طبع کے گوناگون وسائل پاٹھ آگئے ہیں۔ فلمیں، نفعی، کتابیں، ضروریات زندگی، پیداوار کی تفصیل، مقامات، شخصیات اور کار و بار کی پہلی بدلی کر دیں لیتی صورت حال مکشف ہو جاتی ہیں۔ دوستیاں، شادیاں، کار و باری لین دین، نظریات کی تبلیغ غرض یہ کہ انسانوں کے باہمی نفع نقصان کے لامحدود امکانات ٹکنالوژی و اٹر نیٹ نے فراہم کر دیے ہیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ غافلی، عربانیت، فیشن، لبر لزم، بے حیائی و بے شرمی، تیرے درج کی زبان کا استعمال، دھوکے بازی اور نفرت کے پرچار کا راستہ بھی کھل گیا ہے۔

آخر اس کا سبب کیا ہے؟ اس کی بنیادی وجہ ہمارے اعتقادات کی کمزوری، اسلامی اقدار سے ہماری دوری اور نئی نسل کی صحیح اسلامی تربیت سے ہمارا جی چانا ہے۔ ہم چھوٹی عمر سے ہی نیکنا لوگی کا استعمال پچوں کو سکھا دیتے ہیں۔ اس کی ابتداء چھوٹے پچوں کو خاموش اور پر سکون کرنے کے لیے موبائل فون پر ویڈیو زد کھانے سے ہوتی ہے۔ آہستہ آہستہ پچوں کو اس چیز کی عادت ہو جاتی ہے جو کہ ان کے لیے نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے اور ہوئی بھی ہے۔ پچھے جب تھوڑے بڑے ہوتے ہیں تو ان کی غیر نصابی سرگرمیاں صرف موبائل فون اور کپیوٹر پر ویڈیو گیمز تک محدود ہو کر رہ جاتی ہے۔ وہ عمر جس میں پچھے کھلیل کو د کر کے خود کو جسمانی طور پر فرث رکھتے ہیں، اس عمر میں نیکنا لوگی کا بے دریغ استعمال جہاں ان پچوں کو جسمانی طور پر کمزور اور سست بنا دیتا ہے وہاں ذہنی صلاحیتوں پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔

اسی طرح میڈیا آج نیکنا لوگی کا سب سے بڑا آلہ کار ہے۔ یہ جس کی جیسی چال ہے برین واٹک کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ منفی فلمیں، ڈرامے اور ویڈیو زمینی تربیت میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

انسانوں کا انسانوں سے زیادہ وقت مشینوں کی رفاقت میں گزرنے کی وجہ سے انسان بھرے معاشرے میں تھاہو گیا ہے اور نفسانی بڑھ گئی ہے، جس کی وجہ سے ڈپریشن میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ برائی کی تھوڑی سی خواہش بھی دل میں پیدا ہونے والا فرد جب انٹر نیٹ کے سامنے بیٹھ جاتا ہے تو اپنے ہم خیال کمپنیز تک آسانی سے رسائی حاصل کر لیتا ہے، جس کی وجہ سے وہ اس برائی میں مزید ڈوبتا چلا جاتا ہے۔

تمام تر نیکنا لوگی کی ایجادوں کی بنیاد ہے انسانی ضروریات

جس طرح ضرورت اپنایا اس پھیلارہی ہے، نئی نئی ایجادوں وجود میں آرہی ہے۔ ان ایجادوں نے انسان کو عیش و مستقی کا کھلونا بنا کر کھل دیا ہے اخلاقی پستی اور بے تعلقی و بے حصی بھی بڑھتی جا رہی ہے۔ بت نئے مصنوعی اشیاء متعارف کی جاری ہیں جو کہ ہر حال قدرتی اشیاء کی نسبت نقصان دہ ہوتے ہیں، بالخصوص اشیائے خود دونوں۔

سب سے خطناک نقصان نیکنا لوگی کا ڈولپڈا اسلحہ ہے۔ پرانے زمانے میں اگر دیکھا جائے تو لڑائی جھگڑے بہت مشکل سے ہوتے تھے۔ ان میں حصہ لینے کے لیے افرادی قوت اور تنخ و تیر مارنے کی کافی مہارت درکار ہوتی تھی۔ اس کے باوجود بھی لمحہ بھر میں درجنوں مارنا ممکن نہیں تھا۔ شہری آبادیوں سے دور کوئی میدان چنا جاتا تھا، جہاں مختلف افواج آئنے سامنے ہوتی تھیں۔ اس طرح کی لا ایکیوں میں شہروں کو کم سے کم نقصان اٹھانا پڑتا تھا۔ ایک شخص کے لیے دشمن پر تلوار، چاقو، تیر یا نیزے سے حملہ اتنا آسان نہ تھا، جو بندوق، پستول یا میم نے بنایا ہے کہ کم وقت میں باخترے کے زیادہ افراد مارنا، جن میں کوئی حملہ آور سے جسمانی، نفسیاتی اور ذہنی لحاظ سے ہزار بھاطا قبور ہی کیوں نہ ہو مارا جا سکتا ہے۔

جدید نیکنا لوگی اپنے آپ میں کوئی خطناک چیز نہیں۔ جب ہم اسے اپنے منفی مقاصد کے حصول کے لیے استعمال کرتے ہیں، تب اس کے مفید اثرات ناپید ہو جاتے ہیں اور مضر اثرات معاشرے میں ناسور بن کر پھیل جاتے ہیں۔ لہذا ہماری بنیادی ذمہ داری ہے کہ ان سہولیات سے ہماری نوجوان نسلوں کو صرف معاشرے کی ترقی اور نشوونما کے کاموں میں استعمال کرنے کی تلقین و تاکید کی جائے۔ اسلام بھی ہمیں اعتدال میں رہنا سکھاتا ہے۔ انٹر نیٹ انسانیت کے لیے برکت ہے، لیکن اخلاقی تدریوں سے ٹوٹنے ہوئے رشتے انٹر نیٹ کو کذلت کی تھوپ میں دھکیل رہے ہیں۔

مضمون نگار، محمد ساجد قادری

جماعت، عالمیت

خانقاہ راہ سلوک کے شعبہ جات

جامعہ مکیہ خانقاہ راہ سلوک کا تعلیمی شعبہ ہے، جس کے ماتحت ایک عربی - انگریزی میڈیم رہائشی ادارہ ہے، جو طلباء کو اسلامی اور جدید دونوں تعلیم حاصل کرنے کا اہتمام کرتا ہے، جس میں عالم فاضل کے ساتھ ساتھ میڑک / ہائی اسکول (وسیں) کا مشترکہ کورس، حفظ القرآن اور کمپیوٹر ڈیپلومہ وغیرہ کرایا جاتا ہے۔

سین میسر کورسز

الجامعة الراشتية

آنلانٹن کورسز

آنلانٹن کورسز

- ۱۔ مولوی کورس پروفسنشنل اور کالج انسٹی ٹیوٹ کے لئے
- ۲۔ تربیت سالکین کورس سو عربی ذپبوہ
- ۳۔ عربی التعلق بول چال
- ۴۔ قرآن ناظرہ
- ۵۔ نامت کورس
- ۶۔ سلسلہ کورس

- ۱۔ عالم فاضل
- ۲۔ مولوی
- ۳۔ حفظ القرآن
- ۴۔ ہائی اسکول انٹش میڈیم
- ۵۔ عربی ذپبوہ
- ۶۔ کذس پر انحری اسکول
- ۷۔ کمپیوٹر ذپبوہ
- ۸۔ سین میسر

ایف. قیو. فارمی خانقاہ راہ سلوک کا ایک طبی شعبہ ہے، جس میں ماہرین طب کے ذریعے دیسی جزی بیویوں سے مختلف امراض کی ادویات تیار کی جاتی ہیں۔ جس میں اب تک لگ بھگ ۱۵۰ گورنمنٹ سے رجسٹرڈ پروفیشنل پر لگاتار کام جاری ہے۔

F.Q.
PHARMACY
A Symbol Of Sympathy



Chandpur, Moradabad, UP - 244402

قیو. ایف. فی. ایف. ہمارا تجارتی شعبہ ہے، جس میں روز مرہ کے استعمال کی جانے والی ساری ضروریات کی چیزیں تیار کی جاتی ہیں، جس کا مقصد قوم کو حلال روزگار کے ساتھ حلال اور پاک چیزیں فراہم کرانا ہے۔



بھیں تعاون کیوں کریں؟...

عطیات فاؤنڈیشن کے موجودہ بنیادی ڈھانچے کی توسعہ کے لیے استعمال کیے جائیں گے، یعنی ملک کے مختلف حصوں میں عربی - انگلش میڈیم اسکول اور مدرسہ، خانقاہ کے احاطے، اور خانقاہ میں ہر ایک کے لیے روزانہ نکر شریف فراہم کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ عطیہ کو عوام یا ضرورت مندوں کے لیے اصلاحی اور فلاحی منصوبوں کے لیے بھی استعمال کیا جائے گا۔

قرض حسنہ فاؤنڈیشن

یہ ہمارا مالیاتی شعبہ ہے جو غریبوں، یتیموں اور نادار لوگوں کی مالی مدد کرتا ہے، ان کے کاروبار کے قیام، یتیموں کی شادیوں، یتیموں اور بیواؤں کی کفالت اور ضرورت مندوں میں کپڑے / کمل باقاعدگی سے تقسیم کرنے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔

عربی - انگلش میڈیم اسکول

ہماری جانب سے لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے الگ الگ عربی - انگلش میڈیم اسکول چلائے جا رہے ہیں۔ دینی اور عصری تعلیم کے ساتھ کمپیوٹر کورس بھی کرایا جاتا ہے۔ ہم مالی طور پر کمزور طلباء کے قیام و طعام اور ہر طرح کی ضروریات کو پورا کرنے میں کوشش رہتے ہیں، اور ذہین طلباء کو اسکالر شپ دینے کا بھی منصوبہ بنارہے ہیں۔

Zakat Fitra Ushr Sadaqaat

**Khanzul Iman Fi Saqafatil Quran Educational Society
Sbi A/c No :32958297245**



FOR Imdad And Nafila Donations

**Qarz -E-Hasnah Foundation
Sbi -A/c No:34578570005
Ifsc Code:SBIN0011176**



Jamiya Khazainul Irfan

**Lil Banat
Sbi A/c No :35156408354
Ifsc : SBIN0011176**

